بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۱۸	محرم الحرام ۱۴۳۲ھ / دسمبر ۲۰۱۰ء	شمارہ : ۱۲

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مدیر اعلیٰ	نائب مدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے......... سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات..... سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ MCB (0954) 7914-2

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

رہائش ''بیت الحمد'' : 042 - 36152120

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
اِستفتاء قید و بند، کوڑے اَور جرمانے......	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۹
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۱۸
تربیتِ اَولاد	حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ	۲۲
حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ	۲۴
دینی مدارس اَور حکومت کے مابین معاہدہ	جناب مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری	۲۹
ماہِ محرم الحرام کے فضائل واَحکام	جناب مولانا مفتی محمد رضوان صاحب	۳۳
اِسلام کی اِنسانیت نوازی	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۴۵
گلدستۂ اَحادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۸
سفرنامہ...... چھ دِن مراکش میں	جناب مولانا ضیاء المحسن صاحب طیب	۵۱
دینی مسائل		۶۱
اَخبار الجامعہ		۶۲

آپ کی مدتِ خریداری ماہ..ختم ہوگئی ہے

آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ...............روپے جلد اِرسال فرمائیں

حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم امابعد!

بہت عرصہ ہوا یہ بات سنتے چلے آرہے ہیں کہ ہر گلی ہر محلّہ میں سود خوری اَور سٹہ بازی عروج پر ہے اَور اَب کچھ عرصہ سے اَخبارات میں بھی ایسی خبریں نظر سے گزرتی رہتی ہیں، اللہ ہر مسلمان کو اِن سود خوروں کے شکنجے سے بچائے۔

۲۰؍نومبر کی بات ہے ایک مجلس میں سود خور سے واسطہ پڑا اُس نے اپنے محلّہ دار کو دو لاکھ چونتیس ہزار کا قرض ماہانہ سود پر دیا اَور ہر ماہ کی اِبتداء پر اُنتالیس ہزار روپے سُود کے ہتھیا لیتا، اَب تک تین قسطوں میں ایک لاکھ سترہ ہزار روپے لے چکا تھا، قرض داروں کی حالت دِن بدن بد سے بدتر ہوتی جارہی تھی اَور یہ دَرندہ صفت ساہوکار اپنے کو قرض داروں کا محسن تصور کرتے ہوئے اچھے اَور نجات دہندہ پڑوسی کا تأثر دیتا رہا۔ ہمارے ساتھ ہونے والی نشست میں اُس سود خور کی رقم اَدا کی جانی تھی مگر اِس سے پہلے اَمر بالمعروف اَور نہی عن المنکر کا خیال کرتے ہوئے بندہ نے اُس کو بہت سمجھایا کہ تم اپنے قرض سے اِتنی رقم لے چکے ہو اَب صرف بقیہ رقم میں تمہارا حق بنتا ہے کُل کا نہیں، ترغیب بھی دی ترہیب سے بھی کام لیا مگر کسی نصیحت کا اُس پر کوئی اَثر نہ ہوا وہ بڑی بے شرمی سے بات سے بات نکالتے ہوئے اپنے مطالبہ پر قائم رہا۔

فی الوقت صرف لاہور شہر میں لاکھوں سُود خور ایسے ہی ہیں جو گلی محلوں میں جانتے بوجھتے اِس گناہ کے کام کو اَنجام دے رہے ہیں، سرکار کے اَنگریزی قانون میں بھی اِن پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے غریب ولاچار اِن کے رحم وکرم پر ہیں سَو جو کام یہود ونصارٰی کیا کرتے ہیں وہ کام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اُمتی کہلانے والے اَنجام دے رہے ہیں حالانکہ قرآنِ پاک اَور حدیث شریف میں سودی عمل کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے :

دِرْھَمُ رِبٰوا یَّأْکُلُهُ الرَّجُلُ وَھُوَ یَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَّ ثَلٰثِیْنَ زِنْیَةً . (رواہ احمد والدار قُطنی بحوالہ مشکٰوۃ ص ۲۴۶)

''ایک درہم سود جس کو آدمی کھالے اَور وہ جانتا بھی ہو (یا اپنی کوتاہی کی وجہ سے علم نہ بھی رکھتا ہو ہر حال میں) چھتیس بار زِنا سے زیادہ بُرا ہے۔''

ایک اَور جگہ اِرشاد فرمایا :

اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ جُزْءً اَیْسَرُھَا اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ.(رواہ ابنِ ماجہ والبیھقی بحوالہ مشکٰوۃ ص ۲۴۶)

''سود ستّر قسم کے (ایسے بڑے بڑے) گناہوں کے برابر ہے کہ اُس میں سب سے کم درجہ کا گناہ اپنی ماں سے بدکاری کرنا ہے۔''

مزید اِرشاد فرمایا :

اَتَیْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی قَوْمٍ بُطُوْنُھُمْ کَالْبُیُوْتِ فِیْھَا الْحَیَّاتُ تُرٰی مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِھِمْ فَقُلْتُ مَنْ ھٰٓؤُلَآءِ یَاجِبْرَئِیْلُ قَالَ ھٰٓؤُلَآءِ اَکَلَةُ الرِّبٰوا. (رواہ احمد و ابن ماجہ بحوالہ مشکٰوۃ ص ۲۴۶)

''معراج کی رات میں ایسے لوگوں پر آیا کہ اُن کے پیٹ گھروں جتنے بڑے تھے اُن میں سانپ تھے جن کو اُن کے پیٹوں کے باہر سے دیکھا جاتا ہے (تناؤ کی وجہ سے کھال کھنچ کر باریک ہوگئی ہوگی، والعیاذ باللہ!) میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ وہ بولے یہ سود خور ہیں۔''

فرمایا :

مَنْ نَبَتَ لَحْمُهٗ مِنَ السُّحْتِ فَالنَّارُ اَوْلٰی بِهٖ . (رواہ البیھقی بحوالہ مشکٰوۃ ص ۲۴۶)

''جس کا گوشت سود (کی کمائی) سے پیدا ہوا ہو تو اُس کے لیے آگ ہی مناسب ہے۔''

اِن اَحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں میں سب سے بدتر گناہ سودی لین دین ہے۔

اِس لیے قرآنِ پاک میں بھی سودی لین دین کی اللہ تعالیٰ نے اِنتہائی سخت الفاظ میں ممانعت فرمائی ہے :

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ. (سُورہ بقرہ آیت۲۷۹)

'' پھر اگر (سود) سے باز نہ آئے تو اَللہ اَور اُس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔''

اُخروی نقصانات کے ساتھ نبی علیہ السلام نے سودی نظام کا اِقتصادی اَور دُنیوی نقصان بھی بیان فرمایا ہے۔ اِرشاد ہے :

اِنَّ الرِّبٰو وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ تَصِيْرُ اِلٰى قُلٍّ . (احمد و ابن ماجہ بحوالہ مشکوۃ ص ۲۴۶)

'' بے شک سودی مال اگرچہ (وقتی و عارضی طور پر) بڑھتا ہے مگر بالآخر اِس کا اَنجام گھاٹے کی طرف ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ دُنیا بھر کی بڑی طاقتیں وسائل رکھنے کے باوجود اِقتصادی طور پر کھوکھلی ہیں صرف فریب اَور دَھونس کی بنیاد پر دُنیا پر اَپنا تسلط قائم رکھے ہوئے ہیں محکوم قوتوں بالخصوص مسلمانوں کے آپس کے اِنتشار نے اِن کے کام کو مزید آسان کر دیا ہے۔

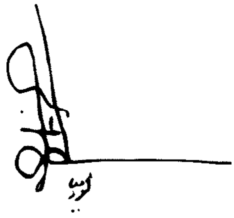

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلہم

حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے۔(آمین)

حضرت اُویس قرنی رحمہ اللہ کی دُعا قبول ہوتی تھی۔ والدہ کی خدمت کو عذر قرار دیا گیا ہے
اہلِ یمن کا ایمان، دِلوں کی نرمی اَور حکمت۔ اِنسانوں پر جانوروں کے اَثرات پڑتے ہیں

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 63 سائیڈ B 1986 - 11 - 28)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

یہاں تک تو بیان تھا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اِس کے بعد مختلف حضرات کا بیان آئے گا جو تابعین میں ہیں مثلاً یا اُمت کی فضیلت یا علاقوں کی فضیلت وہ ذکر کی جارہی ہے سب سے پہلے حضرتِ اُویس قرنی رحمہ اللہ کا ذکر ہے حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ ایک شخص تمہارے پاس یمن سے آئے گا اُسے اُویس کہا جاتا ہے اَور لَا یَدَعُ بِالْیَمَنِ غَیْرَ اُمٍّ لَّہٗ یمن میں وہ صرف والدہ کو چھوڑ کر آئے گا گھر میں، یعنی ہے ہی اُس کے رشتہ داروں میں صرف والدہ، علامت بتائی قَدْ کَانَ بِہٖ بَیَاضٌ اُن کو سفیدی تھی سفیدی کا مطلب ہے برص پھلبہری یہ بیماری تھی فَدَعَا اللّٰہَ اُنہوں نے دُعاء کی اللہ تعالیٰ سے فَاَذْھَبَہُ اللہ تعالیٰ نے وہ دُور فرمادی اِلَّا مَوْضِعَ الدِّیْنَارِ صرف اِتنی سی جگہ جتنی دینار کی ہوتی ہے یا درہم کی ہوتی ہے اِتنی سی جگہ وہ سفیدی رہ گئی یعنی برص کا عارضہ رہ گیا۔

اَور یہاں یہ بھی اِشارہ ہے اِس میں کہ اُن کے نہ آنے کی وجہ اُن کی والدہ ہیں سوائے والدہ کے اُن کا کوئی نہیں اِس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کی والدہ کے لیے بھی سوائے اُن کے اَور کوئی نہیں تو میرے پاس نہ آنے کی

وجہ والدہ کی تیمارداری یا اُنکی خدمت ہے جس کی وجہ سے وہ نہیں آسکے رسول اللہ ﷺ نے اُن کو ایک درجہ معذور قرار دیا ہے تو صحابیت سے تو وہ رہ گئے۔ صحابی ہونا رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت سے مشرف ہونا یہ ایک فضیلت ہے خاص جو کسی اَور طرح حاصل نہیں کی جاسکتی بس جن کو ملنی تھی مل گئی لیکن یہ نہ آنے میں معذور ہیں۔

حضرت اُویس قرنیؒ مستجاب الدعوات :

اِرشاد فرمایا فَمَنْ لَقِیَهٗ مِنکُمْ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ ۱؎ تو اُن سے جو بھی ملے اپنے لیے اُن سے دُعاء کرائے، دُعاء کیا کرائے یہ دُعاء کرائے کہ اللہ تعالیٰ ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے۔

مغفرت کی دُعا بڑی اہم ہے :

یہ دُعاء بڑی اہم ہے اَور بہت ہی بڑا ذخیرہ ہے اگر آدمی اپنی نیکیوں پر اعتماد کرے تو اُس میں غلطی ہوگی کیونکہ وہ سمجھ رہا ہوگا کہ میری نیکیاں ہیں۔ حقیقتًا وہ نیکی ہی نہ ہو اللہ تعالیٰ کے یہاں، معاذ اللہ قبول نہ ہو۔

اللہ کی رحمت اَور اپنے گناہوں پر نظر رکھتے ہوئے اِستغفار کرتے رہنا چاہیے :

تو اِس کی بہ نسبت سیدھی سی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر نظر رکھے اَور اپنے گناہوں پر نظر رکھے بس، اَور اِستغفار بھی کرتا رہے تو اُس سے گناہ صاف ہوتے رہیں گے اَور بخشش کا ذریعہ تو صرف اللہ کی رحمت ہے اِس کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے کہ اِنسان جس پر ناز کر سکے اعتماد کر سکے بھروسہ کر سکے کوئی چیز نہیں ہے۔ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو تعلیم فرمائی وہ یہ کہ جب وہ ملیں تو اُن سے دُعاء کرانا اَور دُعاء یہ کرانا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمادے بس اُس کی معافی جو ہے وہ سب سے بڑی چیز ہے۔

دُوسری روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سُنا فرمایا اِنَّ خَیْرَ التَّابِعِیْنَ رَجُلٌ یُّقَالُ لَهٗ اُوَیْسٌ بہترین تابعین میں ایک شخص ہیں جنہیں اُویس کہا جاتا ہے وَلَهٗ وَالِدَةٌ اُن کی ماں ہے بس وَکَانَ بِهٖ بَیَاضٌ اُنہیں برص کی بیماری تھی فَمُرُوْهُ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ ۲؎ اُس سے کہنا کہ وہ تمہارے لیے اِستغفار کرے گویا مستجاب الدعاء ہیں خدا کو محبوب ہیں اُن سے یہ دُعاء اپنے لیے کرانا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِسی طرح کیا ہے یہ گمنام رہنا چاہتے تھے شہرت سے بہت دُور رہتے تھے بہت یکسو رہتے تھے لوگوں سے، طبیعت ایسی بنی ہوئی تھی۔ حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے یہ اَور

۱؎ مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۱ و ۵۸۲ ۲؎ مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۲

صفین میں یہ شہید ہوئے تھے حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ سے جہاں جہاد ہو رہا تھا لڑائی ہو رہی تھی اُس میں شہید ہونے والوں میں یہ بھی ہیں کوفے میں بھی رہے ہیں آکر کے، اصل باشندے یہ یمن کے تھے۔

یمن والوں کی خصوصیت، دِلوں کی نرمی :

ایک مرتبہ اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ یمن والے تمہارے پاس آئے ہیں یمن کا کوئی قافلہ آیا ہوگا وفد آیا ہوگا تو اُن کی خصوصیت یہ ہے کہ اَرَقُّ اَفْئِدَةً اَلْيَنُ قُلُوْبًا اِن کے دِل نہایت رقیق ہیں نرم ہیں اَور تعریف فرمائی۔

اِن کا ایمان اَور حکمت :

فرمایا اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ ایمان یمنی ایمان ہے یعنی اُن لوگوں کی ایمانی کیفیت بہت اچھی ہے۔ وَالْحِکْمَةُ یَمَانِیَّةٌ حکمت بھی یمانی ہے یعنی یمنی لوگوں میں حکمت بھی بہت ہے۔

حکمت کسے کہتے ہیں شریعت میں؟ شریعت کی نظر میں حکمت ہوتی ہے اَلْاِصَابَةُ فِیْ غَیْرِ النُّبُوَّةِ کہ نبی نہ ہو اَور صحیح بات تک پہنچ جائیں۔

اِنسانوں پر جانوروں کے اَثرات :

رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خُیَلاء فخر اَور تکبر اَکڑ یہ اَصحابِ اِبل میں پایا جاتا ہے جو لوگ اُونٹ پالتے ہیں یا اُونٹوں کا کاروبار کرتے ہیں اُن لوگوں میں بڑائی ملے گی اَور سکینہ اَور وقار یہ اُن لوگوں میں ملے گا جو بکریوں کا کاروبار کرتے ہیں [1] اِس کا مطلب یہ ہوا کہ جانور کا بھی اَثر پڑتا ہے جانور کی جو اَدائیں ہیں عادات ہیں اِنسان جن کے ساتھ رہتا ہے تو اُن کی عادات اِنسان پر اَثر اَنداز ہوتی ہیں تو یہ اُونٹ کے اَندر جو صفات ہیں وہ بڑائی والی ہیں اَور بکری میں تواضع والی ہیں اُونٹ کھڑے کھڑے پیشاب کرتا ہے اَور بکری چھوٹا جانور ہے حالانکہ وہ لمبا جانور ہے اُسے بیٹھ کر کرنا چاہیے اَور بکری چھوٹا جانور ہونے کے باوجود پیشاب کھڑے کھڑے نہیں کرتی بلکہ جُھکتی ہے تو بکری کے اَندر جو خصوصیات ہیں وہ اُس کے ساتھ رہنے سے اِنسان میں آتی ہیں گویا صحبت کا اَثر بہت زبردست ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ عطاء فرمائے، آمین۔ (اِختتامی دُعاء)

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۵۸۲

علمی مضامین سلسلہ نمبر۴۲ (قسط:۲، آخری)

"الحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

فتوٰی

قید و بند کوڑے اَور جرمانے وغیرہ کے اِسلامی احکام

(4) آپ نے دریافت کیا ہے کہ کیا موجودہ حکومت کو اِس کے خلاف نعرہ لگانے یا تقریر کرنے پر قید کوڑوں اَور جرمانوں کی سزا دینی شرعًا درست ہے؟

جواب : اِس کا جواب مختصراً یہ ہے کہ حکومتِ صحیحہ کے خلاف نعرہ بازی اَور تقریریں سب سے پہلے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخری سالوں میں ہوئی ہیں۔ اُنہوں نے ایک دفعہ سرغنہ لوگوں کو صوبہ بدری کا حکم دیا بیت المال سے اُن کا وظیفہ بھی روک دیا۔ اُن باغیوں کو اِس سے زیادہ سزا دینے کا ثبوت نہیں ملتا پھر جب یہ باغی مدینہ منورہ میں گھس آئے تو نہ اُنہوں نے اِنہیں قید کرنے کا اِنتظام کیا نہ کسی کو ہتھیار اُٹھانے کی اِجازت دی اَلبتہ اُن کی تقریروں اَور نعروں کے جواب میں تقریر فرمائی اُن کی باتوں اَور گفتگو کا جواب دیا۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ رابع سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کا زمانہ آیا تو آپ کے مخالف خوارج نے پروپیگنڈا اَور نعرہ بازی کی، معاذ اللہ آپ کو کافر کہا جماعت کے ساتھ نمازیں چھوڑ دیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مسجد کی ایک طرف سے اُنہوں نے نعرہ بلند کیا تو آپ نے اِرشاد فرمایا :

لَکُمْ عَلَیْنَا ثَلَاثٌ لَانَمْنَعُکُمْ مَسَاجِدَ اللّٰہِ اَنْ تَذْکُرُوْا فِیْھَا اسْمَ اللّٰہِ وَ

لَانَمْنَعُکُمُ الْفَئَ مَادَامَتْ اَیْدِیْکُمْ مَعَ اَیْدِیْنَا وَ لَا نَبْدَءُ لَکُمْ بِقِتَالٍ.
(مختصر المُزنی ص:۲۰۷ ، المُغنی ص:۱۱۲ ج:۸)

''یعنی ہمارے ذمہ تمہارے لیے تین اُمور ہیں ہم تمہیں مسجدوں میں داخل ہونے سے نہیں روکیں گے (کہ اُن میں) تم خدا کی یاد کرو، ہم تمہیں مالِ غنیمت بھی اُس وقت تک دیتے رہیں گے جب تک تم ہمارے ساتھ مل کر جہاد میں شرکت کرتے رہو گے اور ہم تم سے لڑنے میں پہل نہیں کریں گے۔''

پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں خوارج نے سر اُٹھایا اِنہیں برا کہنا شروع کیا تو اُن کے گورنر بصرہ عدی بن اَرطاۃ نے اُن کی خدمت میں یہ حال لکھا اُنہوں نے جواب میں لکھا کہ :

اِنْ سَبُّوْنِیْ فَسَبُّوْھُمْ اَوْ اَعْفُوْا عَنْھُمْ وَاِنْ شَھَرُوا السِّلَاحَ فَاشْھَرُوْا عَلَیْھِمْ وَ اِنْ ضَرَبُوْا فَاضْرِبُوْا. (المُغنی ص:۱۱۲ ج:۸)

''اگر وہ مجھے برا کہتے ہیں (میرے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں) تو تم اُنہیں برا کہہ لو یا معاف کردو (کچھ نہ کہو) اَور اگر وہ ہتھیار اُٹھائیں تو تم بھی اُن پر ہتھیار اُٹھاؤ اَور اگر وہ مار پٹائی کریں تو تم اُنہیں مارو پیٹو۔''

آپ کے سامنے اُن خلفاءِ راشدین کا عمل آ گیا ہے جن کی خلافت بالا جماع صحیح اَور خلافتِ راشدہ تھی اِس طرح کے مسائل اِن ہی حضرات سے چاروں فقہوں کے اِماموں نے لے کر طے کیے ہیں اِن حضرات نے مخالفانہ نعروں یا تقریروں پر کوڑے نہیں لگائے قید نہیں کیا، جرمانے نہیں کیے اَور موجودہ حکومت نے تو تاحال بیعتِ عامہ ہی نہیں لی ہے یعنی ووٹ نہیں لیا، اِسے سپریم کورٹ نے نظریۂ ضرورت کے تحت عبوری دَور کے لیے حکومت کہا ہے (جسے ڈیڑھ سو سال قبل ایک موقع پر ہمارے علماءِ ہند نے **حکومتِ مُوَقّتَہ** کا نام دیا تھا) موجودہ حکومت ہر موقع پر خود یہ اعلان کرتی آ رہی ہے کہ وہ اِنتخابات کرا کے معزول ہو جائے گی ایسی صورت میں تو اِسے کسی کے نعرہ لگانے یا تقریر کرنے پر بالکل ہی سزا دینے کا اِختیار نہیں رہتا اور سوال نمبر دو کے جواب میں گزر چکا ہے لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا (حق دار کو بات کرنے کا حق حاصل ہے) حالانکہ وہ تین تین سزائیں ،قید یا قید با مشقت ،کوڑے اَور جرمانے کی سزائیں جمع کر ڈالے اَور کوڑے بھی وہ جو

انگریزوں نے اپنے دورِ استعمار میں غلام رعایہ کے لیے رکھے تھے جو قطعاً غیر اسلامی ہیں اَور پہلے گزر چکا ہے کہ اِسلام میں جرمانے کی سزا کا ثبوت ہی نہیں ہے جب یہ سزائیں یعنی کوڑے اَور جرمانے ناحق ہوئے تو شرعاً یہ ظلم شمار ہونگے اَور ظلم خدا نے حرام قرار دیا ہے اِس لیے حکومت کو چاہیے کہ فوراً ہی اِن ضابطوں کو منسوخ کردے ورنہ خدا کی مدد مظلوم کے ساتھ ہوگی اَور حکومت تائید الٰہی سے محروم ہو جائے گی۔

یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں نصیحت و اِخلاص کا تقاضا بھی ہے اگر حکومت خدا سے ڈرے تو اُس کا نفع ہے، حدیث شریف میں آیا ہے اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ اَور فرمایا ہے اِتَّقِ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّہٗ لَیْسَ بَیْنَھَا وَ بَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ (مشکوۃ عن معاذؓ ص ۱۵۵) مظلوم کی بد دعاء سے بچو اُس کے اَور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا (ضرور لگتی ہے)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی یہی نصیحت فرمائی اَور فرمایا کہ مظلوم خدا سے اپنا حق مانگتا ہے اَور اللہ تعالیٰ کسی حقدار کا حق نہیں روکتا۔ (مشکوۃ ص ۴۳۶)

---

(5) آپ نے سوال کیا ہے کہ اِسلام میں قید کے کیا احکام ہیں؟

جواب : اِسلام میں قید تو کیا جاتا ہے مگر کم سے کم عرصہ کے لیے مثلاً قاتل چور وغیرہ کو تاوقتیکہ اُس کے بارے میں فیصلہ ہو عدالت کے فیصلہ کے بعد یا اُسے بری کر دیا جاتا ہے یا سزا دے دی جاتی ہے، اگر قیدی کو قتل نہ کیا گیا ہو تو سزا کے بعد یعنی حد جاری کرنے کے بعد اُسے چھوڑ دیا جاتا ہے، اُسے لمبی قید ہی میں چھوڑ دینا یا عمر قید اِسلام میں نہیں ہے۔ اَلبتہ قاتل کو جیل میں اُسی کے فائدہ کے پیش نظر بعض اَوقات لمبی قید ملتی ہے جس کی صورت یہ ہے کہ مقتول کی نابالغ اَولاد کے بالغ ہونے کا اِنتظار کرنا پڑتا ہے کہ مقتول کا بچہ بالغ ہونے کے بعد اپنے باپ کا قصاص لیتا ہے یا دیت (خون بہا) لیتا ہے یا قاتل کو معاف کرتا ہے۔ اُس کے بالغ ہونے تک اِنتظار کیا جاتا ہے اَور قاتل کو قید میں رکھا جاتا ہے۔ لیکن کسی بھی قسم کے قیدی کے ساتھ گالی گلوچ جائز نہیں، نہ ہی اُسے کسی طرح کی کھانے پینے اَور رہنے کی جگہ کی اَذیت پہنچانی جائز ہے مثلاً دھوپ میں کھڑا کرنا، نہ ہی اُسے تکلیفیں پہنچا کر بیان لینا جائز ہے، حدیث پاک میں وعید آئی ہے جو لوگوں کو عذاب دیتے ہیں اُنہیں قیامت کے دِن عذاب دیا جائے گا۔ (کتاب الخراج لابی یوسفؒ ص: ۱۷۵، ۱۲۵، ۱۲۴)

اگر قیدی مالدار ہے تو کھانا خرچہ اُس کے اپنے گھر سے ہوگا ورنہ دس درہم ماہانہ قیدی کے ہاتھ میں دیے جائیں (یہ اِمام ابو یوسفؒ کے زمانہ میں چاندی کا سکہ تھا جو ایک دینار یعنی ساڑھے چار ماشہ سونے کے

برابر ہوتا تھا، جو آج کل کم اَز کم آٹھ سو روپے کے برابر ہوگا) پھر اگر وہ رہا ہونے کے بعد یہ خرچ اَدا کر سکتا ہے تو اَدا کر دے گا، قیدی کے سردی گرمی کے لباس کا بھی خیال رکھنا ضروری ہوگا، سب سے پہلے قیدیوں کے ساتھ حسنِ معاملہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا اُن کے بعد سب اُمراء نے۔ (کتاب الخراج ص:۱۴۹)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حکم نامہ جاری کیا تھا کہ کوئی جیلر اپنے قید خانہ میں کسی مسلمان قیدی کو ایسی طرح باندھ کر نہ رکھے کہ وہ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے اَور اُس قیدی کے سوا جو قتل کے کیس میں گرفتار ہو ہرگز کسی کو رات قید خانہ میں مت گزرواؤ (اِتنی دیر بھی قید نہ رکھو) اَور اُنہیں کھانے پینے اَور سالن کے لیے وہ کچھ دو جو اُن کے لیے (ہر طرح) ٹھیک اَور مناسب ہو۔ (کتاب الخراج ص:۱۵۰ لقاضی القضاۃ ابی یوسفؒ)

جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر ابن ملجم نے قاتلانہ حملہ کیا تو اُسے پکڑ کر پیش کیا گیا، آپ نے اپنے صاحبزادوں سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا : **اَحْسِنُوْا اِسَارَهٗ فَاِنْ عِشْتُ فَاَنَا وَلِیُّ دَمِیْ وَ اِنْ مِتُّ فَضَرْبَةٌ کَضَرْبَتِیْ.** (المُغنی ص:۱۰۶ ج:۸) ترجمہ : ''اِس کے ساتھ قید میں اچھا سلوک کرو اگر میں زندہ رہا تو میں اپنے خون کا خود حقدار ہوں اَور اگر میرا اِنتقال ہو جائے تو میری جیسی ضرب اِسے لگائی جائے۔'' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : **فَاَمَرَ بِحَبْسِهٖ وَ قَالَ لِوَلَدِهٖ اِنْ قَتَلْتُمْ فَلَا تُمَثِّلُوْا** (مختصر المُزنی ص:۲۵۶) ترجمہ: ''سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ابن ملجم کو قید کرنے کا حکم دیا اَور اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ اگر اِسے تم قتل کرو تو مُثلہ نہ کرنا (مار کر ناک کان کاٹ کر شکل مت بگاڑنا)۔''

اِس سے معلوم ہوا کہ قیدی کے ساتھ جب تک وہ زندہ رہے اَور جب اُسے مار دیا جائے بہر صورت کسی قسم کی بدسلوکی نہیں کی جا سکتی حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس صفین کی جنگ کے دوران جب کسی کو قید کر کے لایا جاتا تھا تو آپ اُس کے ہتھیار اَور سواری ضبط کر لیتے تھے اَور یہ عہد اَور وعدہ لیتے تھے کہ دوبارہ وہ مقابلہ کے لیے نہیں آئے گا پھر اُسے چھوڑ دیتے تھے۔ (کتاب الخراج ص:۲۱۵)

موجودہ حکومت اِسلام کا سب سے زیادہ نام لے رہی ہے اَور سب سے زیادہ بااِختیار ہے اِس لیے اِس پر سب سے زیادہ واجب بھی ہے کہ وہ ہر غیر اِسلامی فعل چھوڑ دے تاکہ **وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ ، فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ** اَور **فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ** کی وعید سے بچ سکے اَور لوگوں کو بھی چاہیے کہ جہاں تک اُن کی رسائی ہو سکے حکمرانوں کو سمجھاتے رہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت فرمایا ہے لوگ جب کسی کو ظلم کرتا دیکھیں اَور اُسے نہ روکیں تو قریب ہے کہ سب ہی پر خدا عذاب نازل کردے (مشکوۃ ص ۴۳۶) اِسی طرح جب کوئی بری بات دیکھیں تو روکیں۔ (کتاب الخراج ص:۱۰)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے بار بار اِتَّقِ اللّٰہَ ''خدا سے ڈرو'' کہا کسی نے اُسے ٹوکا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''اِسے یہ جملہ کہنے دو اگر لوگ ہم سے یہ نہ کہیں تو اِن سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں اَور وہ اچھے نہیں اَور اگر ہم اِن کی اِس بات کو قبول نہ کریں تو ہم میں کوئی خوبی اَور بھلائی نہیں۔'' (کتاب الخراج ص:۱۲)

---

(6) آپ نے دریافت کیا ہے کہ ''اگر کسی کو یہ کہا جا رہا ہو کہ وہ قادیانی ہو گیا ہے اَور وہ اپنی صفائی میں کہے کہ میں راسخ العقیدہ مسلمان ہوں میں قادیانی نہیں ہوں میرا ایمان ہے کہ حضور خاتم النبیین تھے آپ کو مہر نبوت عطا ہوئی تھی، آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں (ﷺ) تو کیا اُس کا یہ اِقرار اُس کے مسلمان ہونے کے ثبوت کے لیے کافی ہے یا نہیں؟''

جواب : اِس کا جواب یہ ہے دِل کا حال تو خدا جانتا ہے کہ مذکورہ بالا کلمات قادیانی بھی کہتے ہیں جس میں وہ دَجل و فریب سے کام لیتے ہیں۔ کہتے ہیں ''میں قادیانی نہیں ہوں'' مراد یہ ہوتی ہے کہ میں اللہ دِتہ ہوں غلام احمد قادیانی نہیں ہوں یا یہ کہ میں قادیان کا رہنے والا نہیں ہوں۔ ''حضور خاتم النبیین تھے'' کا مطلب اَور ''آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں'' کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مستقل شریعت لے کر آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا (بروزی نبی نہیں آئے گا) ہاں شریعت یہی رہے ایسا نبی آسکتا ہے (ظلّی نبی آسکتا ہے) اَور وہ غلام احمد قادیانی کے بارے میں ایسی ہی تاویلیں کرتے جاتے ہیں اَور نبی کہتے جاتے ہیں اُس کے دیکھنے والوں کو صحابی کہتے ہیں اَور اُس کی بیوی کو اُم المومنین وغیرہ۔ اَور ''آپ کو مہر نبوت عطاء ہوئی تھی'' کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اَب جو نبی آئے گا وہ آپ کے مہر لگائے بغیر نبی نہ ہو سکے گا اَور مرزا قادیانی کے بارے میں کہتے ہیں کہ اُس کی نبوت پر معاذ اللہ آپ ﷺ نے مہر لگائی تھی۔ بات یہ ہے کہ اگر کوئی قادیانیت کے بارے میں اپنی صفائی پیش کرنی چاہتا ہے تو وہ صرف اِتنی سی بات کہہ دے کہ ''میں مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر مانتا ہوں'' یا یہ کہے کہ ''آنحضرت ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی سمیت ہر مدعی نبوت کو کافر مانتا ہوں'' یہ

کلمات واضح ہیں اَور ہمارے آئین میں ہیں جو شخص یہ کلمات کہے اُسے پھر قادیانی نہیں کہا جا سکتا اَور چونکہ جس پر شبہ کیا جاتا ہے تو کچھ قرائن کی بناء پر ہی کیا جاتا ہے اِس لیے اُسے صاف ہی اِلفاظ سے اپنی صفائی کرنی چاہیے اَور اُن قرائن کی بھی صفائی بیان کر دینی چاہیے جن کی وجہ سے لوگوں کو شبہ پیدا ہوا ہو۔

(7) آپ نے سوال کیا ہے کہ مارشل لاء میں خرابی کیا ہے؟

جواب : (الف) اِس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے سوال نمبر ۱ سے ۵ تک کے جوابات ملاحظہ فرما لیے ہیں خود ہی غور فرمالیں کہ یہ شرعی غلطیاں پائی جا رہی ہیں یا نہیں۔

(ب) ایک بڑی خرابی جو ملک کا بہت ہی بڑا نقصان ہے یہ ہے کہ فوج کے حکام تک عوام کی رسائی نہیں ہے اَور اُن کے فیصلوں کا اَور سب معاملات کا اَندازہ تحکمانہ ہے جس سے عوام کو یہ محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی غیر ملکی طاقت جو بے رحم اَور اَجنبی ہے سر پر سوار ہوگئی ہے جیسے پہلے اَنگریز سوار تھا۔ آپ ہی بتلائیں کہ اگر عوام کے ذہن میں یہ بات آجائے تو اُن کی ہمدردیاں فوج کے ساتھ کہاں رہ سکتی ہیں اَور فوج بغیر عوام کی طاقت کے کسی بیرونی ملک کے حملہ کے جواب میں بغیر عوام کی بھرپور حمایت کے کیسے کامیاب ہو سکتی ہے گویا مارشل لاء کی درازی فوج کو ایک طبقہ کا رُوپ دے رہی ہے وہ یہی اعلان بھی کر رہی ہے کہ ہم ایک طبقہ ہیں اِس طرح دُوسرا طبقہ عوام ہوگئے اَور اُن میں اِختلاف طبقاتی اِختلاف اَور طبقاتی سرد جنگ کا پیش خیمہ ہوگا جبکہ اُنہیں اِس اِختلاف سے بالا اَور سب عوام کا محبوب ہونا چاہیے تھا کیونکہ وہ ہمارے ہی بھائی بند ہیں۔

(ج) حکومت یہ تسلیم کر رہی ہے کہ رِشوت کا ریٹ بڑھ گیا ہے، پانچ سے پچاس ہوگیا ہے اَور ظاہر ہے کہ اِس کی وجہ مارشل لاء ہے یعنی فوج کا سول علاقوں میں آجانا اِس کا سبب بنا ہے۔ فوج کے آدمی فرشتے نہیں ہیں جب وہ ایسی بیماریوں میں مبتلا ہو جائیں گے تو اُن کا ذہن لڑنے کے کام کا نہیں رہے گا حالانکہ قوم کا روپیہ دفاع ہی پر سب سے زیادہ خرچ ہو رہا ہے۔ اللہ رحم فرمائے آپ کی کسی ذریعہ اگر بڑے صاحب تک رسائی ہو تو اُنہیں سمجھائیں عرض معروض کریں۔ ع

شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

(8) آپ نے پوچھا ہے کہ ملک کی خرابیوں کا کیا علاج ہے۔ جنرل صاحب اِسلامی نظام لا رہے ہیں آپ اُن سے کیوں دُور ہیں؟

جواب : (الف) اِس کا جواب یہ ہے کہ اِسلامی نظام نافذ کر دیا جائے اُس کے سوا کوئی نظام اَور کوئی تدبیر ایسی کارگر اَور مؤثر نہیں ہے اِسلامی نظام کے تحت معاشرتی معاشی (اِقتصادیات) مالیات سب کی اِصلاح ہوگی قانون بدل جائے گا فوج کا بھی اَور سول کا بھی، وغیرہ۔

(ب) اَوّل تو جنرل صاحب اِسلامی نظام سے واقف نہیں ہیں اَور جو واقف نہ ہو وہ اُس نظام کو نہیں لاسکتا ورنہ چند ہفتوں کا کام تھا یہ نظام تبدیل ہوجاتا نیز میں اَب تو یہ تسلیم کرنے کے لیے بھی تیار نہیں کہ جنرل صاحب سچے دِل سے نظامِ اِسلام لانا چاہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ صرف اِسلام کا نام استعمال کر رہے ہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ اُنہوں نے اِسلامی قوانین کو سب سے نیچے درجہ دیا اِس سے اُوپر انگریزی قانون کو مقام دیا اَور اُس سے اُوپر مارشل لاء کو، اگر وہ اِسلامی نظام کے دِل سے خواہشمند ہوتے تو اِسلامی نظام کو سب سے اعلیٰ مقام دیتے۔ اگر خدا نے معاف نہ کیا تو خدا کے یہاں اُن سے دین کے ساتھ اِس مذاق واستخفاف پر سخت محاسبہ ہوسکتا ہے، چھ سال کے مشاہدات نے ہمیں مایوس کر دیا ہے اِس لیے ہم اُن سے دُور ہیں۔

(ج) ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جس طرح پاکستان کا مذہب متعین ہے کہ اِسلام ہوگا وہ آکر پاکستان کا مسلک بھی متعین کر دیتے کہ حنفی مسلک ہوگا اِس طرح یہ نتیجہ فوراً ہی برآمد ہوتا کہ ☆ فوج میں اَنگریز کا بنایا ہوا فوجی قانون (مارشل لاء) منسوخ ہوجاتا اُس کی جگہ اِسلام کا حنفی قانون جو موجود ہے نافذ کر دیا جاتا ☆ سول عدالتوں میں اَنگریز کا دِیا ہوا دِیوانی اَور فوجداری قانون منسوخ ہوجاتا اُس کی جگہ حنفی قانون آجاتا ☆ شیعہ اَقلیت کے لیے فقہ جعفری کی اِجازت دے دی جاتی ☆ عدالتوں کی بالادستی تسلیم کرادی جاتی۔ اِس کام میں حکومت کو بہت سے بہت اِسلامی قضاء کی کتابوں کے ترجمے کرا کے عدلیہ کو مہیا کرنے ہوتے اَور علماء کو اُن کی مدد کے لیے اُن کے ساتھ بٹھانا ہوتا یہ حکومت کے لیے چند ماہ سے زیادہ کا کام نہیں ہوسکتا تھا۔ ☆ اِس سے فوری طور پر جو فوائد رُونما ہوتے اُن سے پوری قوم مطمئن ہوتی کیونکہ اِس کا اَثر اِقتصادیات پر فوراً ہی پڑتا مثلاً یہ کہ

(الف) تمام ایسے بڑے کارخانے کہ جن کے قیام میں اسٹیٹ بینک (بیت المال یعنی بیت مالِ المسلمین) زیرِ بار ہوتا ہے اُن سب کی آمدنی اسٹیٹ بینک کی ملکیت ہوتی اَور کارخانے دار کا یا حصہ ہوتا یا بیت المال سے اُس کا وظیفہ مقرر کر دیا جاتا کیونکہ ایسے بڑے کارخانوں کا بار بواسطہ بیت المال پوری قوم پر پڑتا ہے اِس لیے وہ کسی ایک فرد کی ملکیت نہیں ہوسکتے۔

(ب) تمام تاجروں کو بھی اِنکم ٹیکس کی چھوٹ دے دی جاتی کیونکہ یہ غیر اِسلامی ہے اَور کسٹم باقی اَور جاری رہتا یہ اِسلامی ہے اَور اُس کے قانون فقہ میں موجود ہیں اَور کسٹم ہی سے بیت المال کو زیادہ آمدنی ہے اِنکم ٹیکس سے آمدنی بھی بہت تھوڑی ہے، درآمد و برآمد دونوں پر ڈیوٹی کے احکام موجود ہیں۔

(ج) اَور زمینوں کے بارے میں جمعیت علماء نے اپنے منشور میں مفصل اِصلاحات ذکر کی ہیں اس قسم کی اِصلاحات اَور جماعتوں نے بھی اپنے اپنے منشور میں کر رکھی ہیں یہ اِصلاحات سب جماعتوں کی قریب ہی قریب ہیں زمینوں اَور مزارع سب ہی کو اِن اِصلاحات سے فائدہ ہوتا۔

(د) سرکاری بالکل غیر آباد زمینیں آبادکاروں کی ملکیت بنادی جاتیں۔

(ہ) خراجی زمینوں سے خراج وغیرہ بیت المال کی آمدنی کی مدّات میں ہوتا جو حکومت کے کاموں میں صَرف ہوتا جس طرح عشر غرباء پر صَرف کے لیے ہوتا ہے۔

(و) ناداروں اَز کار رفتہ ضعیفوں اَور بوڑھوں کا وظیفہ بیت المال سے جاری ہوتا چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی بوڑھے کو مانگتا دیکھا دریافت کیا کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ اُس نے ضعیفی اَور ناداری کا عذر کیا۔ آپ نے حکم فرمایا کہ اِس جیسے اَور سب لوگوں کو بھی تلاش کرو اَور اُن سب کا وظیفہ بیت المال سے جاری کر دیا۔ فرمایا کہ قرآن پاک میں ہے : **اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَ الْمَسَاكِيْنِ** ، فقراء تو مسلمان محتاج لوگ ہیں، اور یہ اہل کتاب میں ہے یہ مساکین میں داخل ہے۔

غرض اِسلامی نظامِ عدل اَور اِقتصادی نظام وہی ہے جس کی آج ہر انقلابی شخص تمنا کر رہا ہے کہ وہ برپا ہو یہ اَلگ بات ہے کہ دینی معلومات عام نہ ہونے کی وجہ سے اُسے خبر نہ ہو کہ ہمیں اِسلامی نظام میں یہ خود بخود لازماً اَور دائمی طور پر ملے گا۔ اَنگریزی دورِ اِقتدار نے جو دین سے ناواقفیت پیدا کی تھی وہ حجاب بنی چلی آرہی ہے۔

خیر موجودہ حکومت تو اِسلامی نظام لانے میں بری طرح ناکام رہی ہے اِس لیے میں ایم آر ڈی میں شامل جماعتوں سے اپنی تحریرات میں اپیل کرتا رہا ہوں کہ وہ اپنے اپنے دستور میں اِتنی عبارت کا صدقِ دل اَور عزمِ صمیم سے اِضافہ کرلیں کہ

''ہم جب برسر اِقتدار آئیں گے تو ہمارے دَور میں عدلیہ آزاد اَور بالا دست ہوگی قانون حنفی ہوگا پرسنل لاء فقہ جعفری ہوگا۔''

اگر میری آواز کسی طرح اُن تک پہنچ گئی تو اُمید ہے کہ وہ جماعتیں جنہوں نے ۷۳ء کے آئین پر دستخط کیے ہیں وہ تو اِسے قبول کرنے میں تأمل نہ کریں گی اَور اِس تجویز کی منظوری کا اعلان بھی کر دیں گی تاکہ اُن کی موجودہ جدوجہد حکومتِ اِلٰہیہ نظامِ مصطفٰی اِسلامی نظام (غرض جو نام بھی لے لیا جائے) کے قیام کے لیے ہو جائے اِسی میں ملک کی سلامتی بھی ہے اَور اِسی میں عوام اَور اُن لوگوں کا جنہیں کمزور عوام (قرآن پاک میں مستضعفین) کہا گیا ہے پائیدار نفع ہے۔ لیکن سب قائدین زیرِ حراست ہیں اُن تک میری آواز خدا پہنچائے اَور اُنہیں یہ تجویز قبول کرنے اَور اِس کے اعلان کی توفیق بخشے تاکہ ہمارے اَور اُن کے لیے اِس کا ثواب صدقہ جاریہ بنے، آمین۔

جس طرح موجودہ حکومت پر میرے نمبر ۸ (ج) میں لکھی ہوئی چیزوں پر شرعاً عمل کرنا فرض تھا اَور ہے اِسی طرح سابق حکمران جماعت پیپلز پارٹی پر بھی اِس کا ماننا فرض ہے کیونکہ ۷۳ء کا آئین اُس نے اپنے دور میں بنایا ہے جس میں اِسلامی نظام لانے کا عرصہ بھی مقرر کیا ہے اَور اُسی نے اِسلام کی اِقتصادی اِصلاحات (اِسلامی سوشلزم) کا نعرہ لگایا تھا اِس لیے اُس پر اِس تجویز کا خیر مقدم کرنا اِسی طرح فرض ہے جس طرح اِس موجودہ حکومت پر۔

آپ کے تمام سوالات کا جواب بھی بحمد اللہ لکھا گیا اَور آخر میں کچھ اَور بھی ضروری باتیں آ گئیں آپ کا اِصرار تھا کہ میں ضرور ہی اِستفتاء کا جواب لکھوں۔

اَب عریضہ ختم کرتا ہوں اپنے علم ودَانست کے مطابق میرا یہی جواب ہے اَور یہی فتوٰی ہے۔ واللہ اعلم۔

و صلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا و مولانا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

دُعاؤں کا خواستگار

سید حامد میاں

۱۶ رذوالحجہ ۱۴۰۳ھ / ۲۴ ر ستمبر ۱۹۸۳ء

انا المصدق
محمد شاہ اَمروٹی
(مولانا سیّد محمد شاہ صاحب اَمروٹی مدظلہم)

الجواب صحیح
اَمیر حسین گیلانی بقلم خود
(مولانا سید اَمیر حسین شاہ صاحب گیلانی مدظلہم)

قسط : ٦

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی کی خصوصیات

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب بجنوری
فاضل دارُالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی

❁ ❁ ❁

توجہاتِ مشائخ :

اِن حالات سے یہ چیز بھی بالکل صاف ہوجاتی ہے کہ آپ کے مشائخ کی آپ پر کس قدر شفقتیں اَور توجہات ہوں گی کہ جن کی بدولت آپ کو دُنیا و آخرت کے اِتنے بڑے مراتب نصیب ہوئے اِن توجہات اَور دُعاؤں ہی کی برکت ہے کہ دُنیا آپ کو ''شیخ الاسلام'' کہتی ہے اَور قربِ خداوندی کے مقاماتِ عالیہ جو آپ کو ملے ہوں گے اُن کا صحیح علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ بہرحال اِن توجہات کا مختصر تذکرہ کیے دیتا ہوں۔

(۱) جس زمانہ میں آپ بغرض تحصیلِ علم دیوبند تشریف لائے اُن دنوں حضرت شیخ الہند صدر مدرس تھے اَور بڑی کتابیں پڑھاتے تھے لیکن حضرت کو ہونہار اَور لائق فرزند دیکھ کر بعض اِبتدائی کتابیں بھی آپ کو خود ہی پڑھائیں۔

(۲) جب آپ فارغ التحصیل ہوئے تو حضرت شیخ الہند نے اپنے بھائی کے ساتھ آستانہ عالیہ گنگوہ بھیج کر حضرت قطب عالم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سے بیعت کرادیا۔ [۱]

(۳) چونکہ حضرت مدینہ منورہ جانے کا اِرادہ رکھتے تھے اِس لیے قطبِ عالم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے فرمایا کہ جاؤ حضرت شیخ العرب والعجم حاجی اِمداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی خدمت بابرکت میں رہ کر تعلیمِ سلوک حاصل کرو اَور تزکیۂ نفس کے لیے کوشاں رہو۔

---

[۱] یہ روایت صحیح نہیں ہے بلکہ آپ مولانا حبیب الرحمن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے ہمراہ تشریف لے گئے تھے۔

(۴) یہاں سے رُخصت ہو کر جب آپؒ بارگاہِ اِمدادیہ میں پہنچے تو حضرت حاجی اِمداد اللہ صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت شفقت فرمائی اَور مجلس میں حاضر ہو کر پاس اَنفاس کی اِجازت دی چنانچہ آپؒ حضرت حاجی اِمداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے۔

(۵) مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو اَور دُوسری بشارتوں کے علاوہ حضرت اِبراہیم بن اَدہمؒ اَور گیارہ اَور اَولیاء کرام نے بشارتیں دیں اَور خوشخبریاں سنائیں۔

(۶) اِس کے بعد آپؒ کو گنگوہ شریف بُلا لیا گیا اَور بارگاہِ رشیدیہ سے اِجازت و دَستار حاصل ہوئی۔ حضرت گنگوہیؒ صرف اِجازت ہی عنایت فرماتے تھے مگر حضرتؒ اَور آپ کے بھائی پر ایسی توجہ فرمائی کہ دستارِ خلافت بھی مرحمت فرمائی۔

(۷) مدینہ منورہ سے ایک دفعہ آپ نے حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت میں خط لکھا کہ اِس سال آپ کے درس میں شریک ہونا چاہتا ہوں تو حضرت شیخ الہندؒ نے آپ کی وجہ سے درس کو اُس وقت تک شروع نہیں کرایا جب تک کہ آپ مدینہ منورہ سے تشریف نہ لے آئے۔

(۸) حضرت شیخ الہندؒ جب مالٹا سے واپس تشریف لا رہے تھے تو سمندر میں تلاطم آیا چنانچہ حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے ترجمہ قرآن شریف کو جو اَسارتِ مالٹا میں کیا تھا اَور جو مدینہ پریس بجنور سے عرصے سے شائع ہو رہا ہے آپ کے سینہ مبارک سے باندھ دیا۔ [۱]

(۹) حالتِ مرض الموت میں حضرت شیخ الہندؒ اپنی خدمت کے لیے حضرت کو اَمروہہ کی مدرسی سے واپس بُلا لیا تھا۔

(۱۰) جب حضرت شیخ الہندؒ نے آپ کو کلکتہ کے لیے رُخصت کیا تو آپ کا ہاتھ لے کر اپنے چہرے اَور سر اَور سینے سے لگایا گویا کہ اپنے تمام فیوضات و کمالات آپ کی طرف منتقل کر دیے۔

(۱۱) اَسارتِ مالٹا کے زمانہ میں حضرت شیخ الہندؒ کو تراویح میں قرآن شریف سنانے کی غرض سے آپ نے قرآن شریف حفظ کیا اِس طرح پر کہ دِن کو یاد کرتے تھے اَور رات کو تراویح میں سنا دیتے تھے۔ [۲]

---

[۱] یہ روایت غلط مشہور ہو گئی بلکہ مولانا عزیز گل صاحب کے سینے سے باندھا تھا۔ [۲] حیات شیخ الاسلامؒ اَز مولانا سیّد محمد میاں صاحب میں یہ واقعہ کراچی جیل کی طرف منسوب کر دیا ہے جو غلط ہے۔ ملاحظہ ہو ''اَسیر مالٹا''۔

(۱۲) ایک دن آپ اَور میاں اَصغر حسین صاحب شیخ الہندؒ کے پیر دَبا رہے تھے تو میاں اصغر حسین صاحب نے حضرت سے فرمایا کہ آج تو میں مولانا حسین احمد صاحبؒ کے برابر ہو گیا ہوں۔ حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا: میاں! تم حسین احمد کی برابری کہاں کہاں کرو گے۔ چنانچہ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت شیخ الہندؒ کو مالٹا کے لیے گرفتار کیا گیا اُس وقت معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الہندؒ صحیح فرماتے تھے۔

ہمارے لیے :

حضرت شیخ الاسلامؒ کی سیرت کے اِس باب میں ہمارے لیے سیرت پاک حضور ﷺ، حضرات صحابہؓ اَور اَولیاء اللہ کے حالات کی روشنی میں بہت کچھ ہدایات ہیں۔ حضور ﷺ پر ایمان لانے والے دو قسم کے اَفراد تھے: محبین اور مخلصین، معاندین اَور منافقین۔ اِن دونوں طبقات کے حالات اَور نتائج میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ منافقین بھی اِیمان لائے اَور مخلصین بھی لیکن منافقین کو دُنیا اَور آخرت دونوں جگہ ذلت حاصل ہوئی اَور مخلصین کو دونوں جگہ عزت اَور سرفرازی حاصل ہوئی۔ حضرت بلالؓ نے جو مقام پایا وہ اُمت کے بڑے سے بڑے غوث اَور قطب اَور ابدال کو حاصل نہ ہوا۔ یہی حال اُمت کے اَولیاء اللہ اَور علمائے حقانی کا ہے اِن کے بھی مخلصین ومعاندین رہے ہیں۔ حضرت شیخ الہندؒ کو گرفتار کرانے والے اُن کے شاگرد اَور عزیز تھے حضرت مدنیؒ کو گرفتار کرانے والے اَور بعد میں مقابلہ پر آنے والے اُن کے شاگرد تھے لیکن اِن کے ساتھ ایسے ہی جاں نثار بھی تھے۔ خود حضرت شیخ الاسلامؒ نے اپنے اَساتذہ اَور مشائخ کی خدمت کر کے اَور اُن کی محبت کی وجہ سے جو مقام حاصل کیا وہ صدیوں میں کسی کو حاصل ہوتا ہے۔ طالبِ صادق اَور راہِ آخرت کے طالب کو چاہیے کہ اپنے بزرگوں کے ساتھ سوءِ اَدبی و گستاخی کا معاملہ نہ کرے ورنہ دُنیا اَور آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی۔ اُن کو اَذیت دینا زندگی میں یا مرنے کے بعد خدا کے ساتھ اعلانِ جنگ کرنا ہے **مَنْ آذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ** . جس نے ہمارے وَلی کو اِیذا دی ہم اُس کے ساتھ اَعلانِ جنگ کر دیتے ہیں۔ اَولیاء اللہ اَور مشائخ کی اِیذا رَسانی کے بارے میں فرمایا ہے :

پس تو اے ناشستہ رُو بر چیستی پُر نزاع و پُر حسد بر کیستی
بادم شیراں تو بازی میکنی با ملائک ترک و تازی میکنی

لیکن اِس کے برخلاف جو اَولیاء اللہ سے محبت رکھتے ہیں اُن کے بارے میں اِرشاد فرمایا ہے :

اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَہٗ تم اُسی کے ساتھ ہو جس کے ساتھ محبت رکھتے ہو۔

موجودہ زمانہ فتنہ اَور اِنتشار کا زمانہ ہے بزرگوں اَور اَساتذہ کا اَدب دِل سے نکل چکا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایسے بے اَدب لوگوں کی بے توقیری ہوتی جا رہی ہے اَور اِس طبقہ کے لوگ دُنیا میں بھی ذلیل ہو رہے ہیں اَور آخرت میں بھی اُن کو ذِلّت نصیب ہوگی۔

ذرّہ کی تنک تابی خورشید سے ہم دوشی
کم ظرفی ہے کم ظرفی احسان فراموشی

اللہ تعالیٰ بزرگوں کی بے اَدبی سے محفوظ رکھے اَور اُن کی خدمت اَور محبت نصیب فرمائے، آمین۔ (جاری ہے)

وفیات

☆ ۸ر نومبر کو حضرت مولانا نافع گل صاحب کاکاخیل رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی صاحبہ طویل علالت کے بعد سخاکوٹ مالاکنڈ ایجنسی میں وفات پاگئیں۔ ☆ ۹ر نومبر کو جامعہ مدنیہ جدید کے خیر خواہ جناب پروفیسر سلیم احمد صاحب (گوالمنڈی لاہور) کی اہلیہ صاحبہ وفات پاگئیں۔ ☆ ۱۶ر نومبر کو بڑے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید مرحوم حاجی عبدالوہاب صاحب کی اہلیہ صاحبہ سو سال کی عمر پا کر وفات پاگئیں۔ ☆ ۲۴ر نومبر کو جڑانوالہ کے جناب شیخ شمس الدین صاحب مرحوم کی اہلیہ صاحبہ وفات پاگئیں۔ ☆ ۲۷ر نومبر کو جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس جناب مولانا عبدالباسط صاحب کی خوشدامن صاحبہ وفات پاگئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومات کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومات کے لیے اَیصالِ ثواب کرایا گیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

قسط : ۲۳

تربیتِ اَولاد

﴿ اَز افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

زیر نظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اِفادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل و نقل اور تجربہ کی روشنی میں اَولاد کے ہونے، نہ ہونے، ہو کر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی و جسمانی تعلیم و تربیت کے اِسلامی طریقے اور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات، عقیقہ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اِس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا۔ اِس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی اِنشاء اللہ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

تعلیم اَور تربیت کا دَستور العمل

بچوں کی تربیت کا طریقہ :

☆ اللہ تعالیٰ جب کسی کو اَولاد دے اَور وہ سیانی ہونے لگے تو سب سے پہلے اُس کو کلمہ توحید سکھلادے پھر اُس کو ضروری آداب سکھلائے۔

☆ جب سامنے آئے سلام کرے۔

☆ جھوٹ بولنے سے اُس کو نفرت دلائے۔

☆ پردہ اَور حیا کی اُس کو تعلیم (تاکید) کرے۔

☆ لڑکوں اَور لڑکیوں کو ایک جگہ نہ کھیلنے دے۔ اگر وہ نامحرم ہیں تو آئندہ کے مفاسد کی روک تھام ہے اَور اگر وہ محرم ہیں تو لڑکیوں میں بے حیائی پیدا ہونے کا اَور لڑکوں میں نقصانِ عقل کا احتمال ہے۔

☆ خود بھی بچوں کے سامنے کوئی نامناسب اَور بے حیائی کا کام نہ کرے گو بچہ اِتنا چھوٹا ہو کہ بدل بھی نہ سکتا ہو کیونکہ اِس فعل کا عکس اُس کے دماغ میں نقش ہو جاتا ہے پھر اُس کا اَثر بڑے ہو جانے کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔

☆ ہنسی دِل لگی کی عادت اُس میں نہ پیدا ہونے دیں کیونکہ اِس سے بے باکی پیدا ہوتی ہے۔

☆ اِس کا اہتمام رکھیں کہ سیانے بچوں میں دوستی نہ پیدا ہونے پائے کیونکہ اِس سے مفاسد (اَور خرابیاں) شمار ہوں گی اَور اگر اُن کے باہم کھیلنے کی کوئی مصلحت ہو تو اُس کھیل کے وقت خود حاضر رہیں بعد میں میل جول نہ ہونے دیں۔

☆ اِس کی عادت ڈالیے کہ وہ چھپ کر کوئی کام نہ کریں، چھپ کر بچہ وہی کام کرے گا جس کو برا سمجھے گا۔تو گویا شروع سے ہی وہ برا کام کرنے کا عادی ہو جائے گا۔

☆ اِس کی بھی عادت ڈالیے کہ سخن پروری (خواہ مخواہ کی طرف داری) کبھی نہ کرے۔حق واضح ہو جانے کے بعد گو اپنے سے کم درجہ کا آدمی اُس پر مطلع کرے۔لیکن فوراً اُس کی بات مانے اَور ہر بات میں اُس کو تواضع وخاکساری کی عادت ڈالیے۔

☆ اُس کو یہ عادت ڈالے کہ اگر اُس سے کوئی غلطی ہو جائے تو اُس کا اقرار کرے اَور اگر وہ غلطی متعدی ہو (یعنی کسی دُوسرے سے اُس کا تعلق ہو) تو صاحبِ حق سے معاف کروایا جائے اِس کی عادت ڈالنا بہت ضروری ہے اَور اِس میں پیچھے ہٹنا تکبر اَور ہمیشہ کے لیے ذِلّت ونفرت کا سبب بنتا ہے۔(جاری ہے)

ماہنامہ اَنوار مدینہ لاہور میں اِشتہار دیکر آپ اَپنے کاروبار کی تشہیر

اَور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں!

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اَندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اَندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اَندرون رسالہ نصف صفحہ	500

اُمتِ مسلمہ کی مائیںؓ قسط : ۲۲ ، آخری

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ بلند شہری ﴾

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، اِن کا نام بھی برہ تھا آنحضرت ﷺ نے بدل کر میمونہ رکھا۔ یہ حضرت اُم الفضل (زوجہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ) کی بہن ہیں۔ والد کا نام حارث اَور والدہ کا نام خولہ بنتِ عوف تھا۔ اِن کا پہلا شوہر کون تھا اِس میں بہت اِختلاف ہے کسی نے ابورہم بن عبدالعزی اَور کسی نے سنجرہ بن ابی رہم اَور کسی نے حویطیب بن عبدالعزی اَور کسی نے فروۃ بن عبدالعزی بتایا ہے۔ (الاصابہ)

حرمِ نبوت میں آنا :

جب اِن کا پہلا شوہر جہانِ فانی سے رُخصت ہوا تو اِن کے بہنوئی حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ نے سیدِ عالم ﷺ سے تذکرہ کیا کہ آپ میمونہ سے نکاح فرمالیں چنانچہ آپ ﷺ نے منظور فرمایا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ سیدِ عالم ﷺ نے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کو اِن کے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تھا اُنہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل بنا دیا اَور عباس رضی اللہ عنہ نے اِن کا نکاح آنحضرت ﷺ سے کر دیا، یہ نکاح ۷ھ میں بحالتِ مسافرت ہوا جبکہ سید عالم ﷺ عمرۃ القضاء کے سفر میں تھے۔ مکہ سے واپس ہوتے ہوئے مقامِ سرف آیا وہیں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ میں آنحضرت ﷺ نے اِن سے ملاقات فرمائی۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے واقعاتِ زندگی میں یہ بات تعجب کے ساتھ ذکر کی جاتی ہے کہ مقامِ سرف میں جس جگہ اِن کا خیمہ اُس وقت لگا ہوا تھا جبکہ نکاح کے بعد آنحضرت ﷺ نے اِن سے ملاقات فرمائی خاص اُسی جگہ اِنہوں نے وفات پائی اَور اُسی جگہ دفن ہوئیں۔ (الاصابہ)

چونکہ یہ نکاح سفر میں ہوا تھا جو عمرۃ القضاء کے لیے کیا تھا اِس لیے کتبِ حدیث میں اِس نکاح کا ذکر دو طرح آتا ہے۔ یزید بن الاصمؒ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اِن سے جس وقت نکاح کیا اُس وقت

تک احرام نہیں باندھا تھا اَور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے آپ نے بحالتِ احرام نکاح کیا۔ اِن دونوں کی روایتوں کی وجہ سے اِماموں میں اِختلاف ہو گیا کہ حالت احرام میں نکاح درست ہے یا نہیں؟ حضرت اِمام ابوحنیفہؒ اَور بہت سے اَکابر علماء فرماتے ہیں کہ حالتِ احرام میں نکاح درست اَور جائز ہے اَور حضرت اِمام مالک اَور حضرت اِمام شافعی وغیرہما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک بحالتِ احرام نکاح درست نہیں ہے۔ اِس کی تفصیل اَور دلیلیں حدیث کی شرحوں میں لکھی ہیں اَور یہ اِختلاف صرف نکاح میں ہے نکاح کے بعد والی باتیں احرام میں کسی کے نزدیک بھی درست نہیں ہیں۔

مصاحبتِ رسول اللہ ﷺ :

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے ۷ھ میں آنحضرت ﷺ نے نکاح فرمایا اَور ۱۰ھ میں آپ ﷺ نے دُنیائے فانی کو چھوڑ کر ملاءِ اَعلیٰ کا سفر فرمایا۔ اِس حساب سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں تین سال رہیں۔ آپ کی خدمت میں رہ کر دُوسری بیویوں کی طرح دین کی معلومات حاصل کیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جو اِن کے بھانجے ہیں اِن کے شاگردوں میں ہیں۔ ایک مرتبہ معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ ماہواری کے دِنوں میں اپنی بیوی سے علیحدہ بستر کر لیتے ہیں اَور اِتنا پرہیز کرتے ہیں کہ اُس کے پاس لیٹتے تک نہیں ہیں۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باندی بھیجی اَور فرمایا کہ اُن سے جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے تمہیں کیوں اعراض ہے، آپ اُس زمانے میں بھی ہمارے بستروں پر لیٹتے تھے (مسند اِمام احمد بن حنبلؒ)۔ (ایام ماہواری میں میاں بیوی کا آپس میں ایک ساتھ لیٹنا بیٹھنا منع نہیں اَلبتہ اِس سے آگے نہ بڑھیں)۔

حضرت عائشہؓ کا تعریف کرنا :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی تعریف میں فرمایا : اَمَا اَنْ کَانَتْ اَتْقٰنَا لِلّٰہِ وَ اَوْصَلَنَا لِلرَّحِمِ. (الاصابہ) خبردار! وہ ہم میں سب سے زیادہ متقی اَور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔

ایک واقعہ :

سفرِ حج میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھیں۔ لوگوں کو نویں ذی الحجہ کے

دِن شک ہوا کہ سید ِعالم ﷺ کا روزہ ہے یا نہیں؟ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک پیالہ دُودھ آپ کی خدمت میں بھیج دیا جسے آپ نے پی لیا اَور سب دیکھتے رہے۔ اِس ترکیب سے پتہ چلا کہ آپ کا روزہ نہیں ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ دُودھ حضرت اُم الفضل رضی اللہ عنہا نے بھیجا تھا (مسلم شریف) جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ ممکن ہے کہ دونوں نے مشورہ کر کے بھیجا ہو لہٰذا راویوں نے علیحدہ علیحدہ دونوں نام ذکر کر دیے۔ (نویں ذی الحجہ کو حاجی حضرات عرفات میں ہوتے ہیں دُعا کی مشغولیت کی وجہ سے اُن لوگوں کو اِس دِن روزہ نہ رکھنا بہتر ہے گو اِس روزہ کا ثواب بہت زیادہ ہے)

کثرتِ نماز :

حضرت یزید بن الاصم رحمہ اللہ بیان فرماتے تھے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ہر وقت نماز پڑھتی تھیں یا گھر کا کام اَنجام دینے میں اِن کا وقت گزرتا تھا۔ اِن دونوں مشغلوں سے فرصت ملتی تو مسواک کرنے لگتی تھیں۔

وفات :

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ۵۱ ھ میں وفات پائی۔ اِن کے سنِ وفات کے بارے میں اَور بھی اَقوال ہیں مگر راجح ۵۱ ھ ہی ہے۔ اِستیعاب میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اِن کے جنازہ کی نماز پڑھائی اَور قبر میں بھی اُنہوں نے یزید بن الاصم اَور عبید اللہ بن شداد کی معیت میں اُتارا۔ یہ تینوں اِن کی بہنوں کی اَولاد تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اِن کی وفات اَور کفن دفن مقامِ سرف میں ہوا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

مجمع الزوائد میں ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ میں مقیم تھیں وہاں کچھ طبیعت بھاری ہوئی اَور علالت محسوس ہوئی، فرمایا مجھے مکہ سے لے چلو کیونکہ مجھے مکہ میں موت نہ آئے گی مجھے اِس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے چنانچہ اُن کو مقامِ سرف میں لایا گیا اَور وہیں وفات پائی۔ کفنا کر اَور نماز پڑھ کر جب قبر میں رکھنے کے لیے جنازہ اُٹھایا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے لوگوں سے فرمایا کہ (اِن کا اَدب کرو) جنازہ کو جھٹکا دے کر نہ اُٹھاؤ اَور ہلاتے جُلاتے نہ لے چلو (مشکوٰۃ)۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد حضورِ اَقدس ﷺ نے کسی عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا وَاَرْضَاھَا

آخری کلام :

یہاں تک ہم نے آنحضرت ﷺ کی گیارہ بیویوں کے حالات لکھے ہیں۔ اِس پر سب کا اِتفاق ہے کہ جو عورتیں آنحضرت ﷺ کے نکاح میں قابلِ ذکر مدت تک رہیں (جن میں سب سے کم مدت حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی ہے) اِن میں سب سے پہلا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اَور سب سے آخری نکاح حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے ہوا اَلبتہ ہماری ذکر کردہ نکاحوں کی ترتیب میں اِختلاف ہے یعنی محدثین و مؤرخین نے اِس تریب کے علاوہ دُوسری ترتیب بھی بتائی ہے جس کی تفصیل اَلبدایہ والنہایہ میں مذکور ہے۔ اِن گیارہ بیویوں میں سے دو بیویوں (یعنی حضرت خدیجہؓ اَور حضرت زینب بنت خزیمہؓ) نے آپ کی موجودگی میں وفات پائی اَور باقی بیویوں نے آپ کے بعد دارِ فانی کو چھوڑا۔ آنحضرت ﷺ نے ملاءِ اعلیٰ کا سفر اِختیار فرماتے وقت جن نو بیویوں کو چھوڑا تھا اُن کے اَسماءِ گرامی یہ ہیں :

(۱) حضرت عائشہ (۲) حضرت سودہ (۳) حضرت حفصہ (۴) حضرت اُم سلمہ
(۵) حضرت زینب (۶) حضرت جویریہ (۷) حضرت اُم حبیبہ (۸) حضرت صفیہ
(۹) حضرت میمونہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

اِن پاک بیویوں کے نام اِن تین شعروں میں جمع کر دیے ہیں :

تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ تِسْعِ نِسْوَةٍ
اِلَیْهِنَّ تَعْزِی الْمَکْرُمَاتُ وَ تُنْسَبُ

فَعَائِشَةُ مَیْمُوْنَةُ صَفِیَّةُ
وَحَفْصَةُ تَبْلُوْهُنَّ هِنْدٌ وَ زَیْنَبُ

جُوَیْرِیَّةٌ مَعَ رَمْلَةَ ثُمَّ سَوْدَةُ
ثَلَاثٌ وَّ سِتٌّ ذِکْرُهُنَّ مُهَذَّبُ

یہ مسلمہ حقائق ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے سب سے پہلا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا اَور جب تک وہ زندہ رہیں کوئی نکاح آپ ﷺ نے نہیں کیا۔ اَور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی بیوی سے آپ کی اَولاد نہیں ہوئی۔ اَور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی بیوی کنواری آپ کے

نکاح میں نہیں آئی۔ اَور آپ کے بعد سب سے پہلے حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ اَور اُمہات المومنین میں سب سے آخری وفات حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی ہوئی۔ اَور اِن گیارہ بیویوں میں سب سے آخری نکاح حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

جن گیارہ بیویوں کے حالات اِس کتاب میں لکھے ہیں اِن کے علاوہ مؤرخین اَور اصحابِ سیر نے دیگر بیویوں سے بھی آنحضرت ﷺ سے نکاح فرمانے کا ذکر کیا ہے لیکن وہ کچھ خاص قابلِ ذکر مدت تک آپ ﷺ کی مصاحبت میں نہ رہیں لہٰذا گیارہ ہی بیویوں کے حالات جمع کرنے پر اِکتفا کیا۔

یہ حالات جو ہم نے جمع کیے ہیں اِن کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ حالات معلوم کر کے کتاب بند کر کے رکھ دیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اِن کو پڑھ کر سبق لیں اَور اپنی عورتوں کو سنائیں اَور بچیوں کو تعلیم دیں اَور زہد وعبادت، سخاوت، کثرتِ نماز، کثرتِ ذکر، دینی خدمت، تعلیمِ دین اَور دین پر جمے رہنے میں اپنی عورتوں اَور بچیوں کو اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کی زندگی پر ڈھالنے کی کوشش کریں۔

دینی مدارس اَور حکومت کے مابین معاہدہ

﴿ جناب مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ ﴾

گزشتہ دِنوں اِتحادِ تنظیماتِ مدارس اَور حکومت کے مابین دینی مدارس کے حوالے سے کچھ اُمور پر اُصولی اِتفاق کیا گیا۔ اِس اِتفاق کے بارے میں بہت سے حلقوں میں مختلف قسم کا اِبہام پایا جاتا ہے بالخصوص مذہبی طبقے اَور مدارس کی دُنیا میں اِن مذاکرات کی تفصیل، پس منظر، متفقہ نکات اَور اُن کے نتائج کے حوالے سے مکمل اَور دُرست معلومات نہ ہونے کی وجہ سے بعض اَحباب کی طرف سے تشویش کا اِظہار بھی کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تشویش، سوالات اَور مدارس کے حوالے سے بیداری اَور حساسیت بہت غنیمت ہے۔ زیرِنظر مضمون میں اِن مذاکرات میں طے پانے والے اُمور کے حوالے سے حقیقی صورتِ حال واضح کرنا مقصود ہے تاکہ اِبہام دُور ہو اَور اِس معاملے کی حقیقی تصویر سب کے سامنے آسکے۔

۷/اکتوبر ۲۰۱۰ء کو حکومت اَور مدارسِ دینیہ کی قیادت کے مابین جن اُمور پر اُصولی اِتفاق کیا گیا وہ درجِ ذیل ہیں :

(۱) حکومت دینی مدارس کے پانچوں نمائندہ وفاقوں کو خود مختار تعلیمی اَور امتحانی بورڈ کا درجہ دے گی اَور ایگزیکٹو آرڈر یا ایکٹ آف پارلیمنٹ کے ذریعہ اِس بورڈ کو قانونی اَور آئینی حیثیت دی جائے گی۔

(۲) دینی مدارس میں میٹرک اَور اِنٹرمیڈیٹ تک عصری مضامین کو شامل کیا جائے گا۔

(۳) دینی مدارس گورنمنٹ کی طرف سے شائع کردہ متعلقہ کلاس کی عصری مضامین کی کتب پڑھائیں گے اپنے لیے کوئی اَلگ نصاب یا کتب تیار نہیں کریں گے۔

(۴) درسِ نظامی اَور دینی علوم کے حوالے سے حکومت کا کوئی عمل و دخل نہیں ہوگا۔ مدارسِ دینیہ اپنے نصاب کی تشکیل و تعیین اَور تدریس و تعلیم کے سلسلے میں مکمل طور پر آزاد اَور خود مختار ہوں گے۔

(۵) ہر وفاق کی نصاب کمیٹی میں حکومت کے دو نمائندے ہوں گے جو بوقتِ ضرورت صرف عصری مضامین کی تعلیم و تدریس اَور معیار کے حوالے سے ہونے والی مشاورت میں شریک ہوں گے۔ اِن

دونوں نمائندوں کا دینی نصاب و نظام سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

(۶) عصری مضامین کے نصابِ تعلیم، معیارِ تعلیم اَور معیارِ امتحان میں یکسانیت پیدا کرنے کے لیے مدارس کے نمائندہ وفاقوں اَور حکومت کے درمیان ایک مشترکہ اِدارہ بنے گا جس کا نام، دائرہ اِختیار، دائرہ کار اَور ہیئت کے حوالے سے اَگلے اِجلاس میں مشارت کی جائے گی۔

(۷) رجسٹریشن ایکٹ جو 2006ء میں جاری ہو چکا اَور نافذ العمل بھی ہے، دینی مدارس اُس کی مکمل پاسداری کریں گے۔

(8) حکومت کسی بھی مدرسے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گی تاوقتیکہ وہ ٹھوس ثبوت کے ساتھ متعلقہ وفاق کو اعتماد میں نہ لے۔

(9) ایکٹ آف پارلیمنٹ/ ایگزیکٹیو آرڈر کا مسودہ حکومت اَور اتحاد تنظیماتِ مدارس کی باہمی مشارت سے تیار کیا جائے گا، حکومت یکطرفہ طور پر کوئی مسودہ پیش نہیں کرے گی۔

یاد رہے کہ یہ معاہدہ حادثاتی طور پر اَور اَچانک نہیں ہوگیا بلکہ اِس سلسلہ میں گزشتہ دس سالوں سے حکومت کے ساتھ مذاکرات کا سلسلہ جاری ہے۔ اِس عرصے میں اِن مذاکرات میں مختلف نشیب و فراز آئے، بعض مواقع پر ڈیڈلاک بھی پیدا ہوا اَور بعض مواقع پر یوں محسوس ہوا جیسے حکومت اَور مدارس کی قیادت کسی حتمی نتیجے اَور منزل تک پہنچ جائے گی مگر یہ سلسلہ جاری رہا اَور آئندہ بھی جاری رہے گا۔

اِن مذاکرات کے دَوران ہر مرحلے پر مدارس کی تمام نمائندہ تنظیموں نے اپنی اپنی مجالسِ عاملہ کے مختلف اِجلاسوں میں تفصیل سے حکومت اَور مدارس کے مابین زیرِ بحث آنے والے اُمور پر تبادلہ خیال اَور غور و خوض کیا اَور اِس کے ممکنہ نتائج و اَثرات اَور فوائد و نقصانات پر تفصیلی بات چیت ہوئی پھر اتحاد تنظیماتِ مدارس کے پلیٹ فارم پر بھی مشاورت ہوتی رہی حتی کہ بعض قانونی، تعلیمی اَور سیاسی ماہرین سے بھی رہنمائی طلب کی گئی اَور آئندہ بھی کوئی فیصلہ مدارس کے نمائندہ تنظیموں کی مجالسِ عاملہ و مجالسِ شوریٰ اَور دیگر اَربابِ مدارس کو اعتماد لیے بغیر نہیں کیا جائے گا۔

جہاں تک اِس اِتفاق کے نتیجے میں طے پانے والی عصری تعلیم کا معاملہ ہے، اِس کے بارے میں اَربابِ مدارس یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ عصری تعلیم جبرًا مدارس پر مسلط نہیں کی جائے گی اَور کوئی بھی مدرسہ

عصری تعلیم دینے کا پابند نہیں ہوگا کیونکہ پاکستان کے آئین کے مطابق تعلیم کی آزادی کا حق مسلّم ہے اَور اِس سلسلے میں کسی قسم کی قدغن نہیں لگائی جاسکتی، تاہم جو مدارس اپنے یہاں عصری تعلیم نہیں دیں گے اُن کی اَسناد کی حیثیت بھی عصری تعلیم دینے والے اِداروں کے مساوی نہیں ہوگی۔

یہ بھی یاد رہے کہ عصری تعلیم کو مدارس میں شامل کرنا کوئی بیرونی ایجنڈا نہیں بلکہ وفاق المدارس کی قیادت اَور ہمارے اَکابر نے اِس کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے آج سے دو دہائیاں قبل 1989ء میں مڈل تک عصری تعلیم کو شامل نصاب کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ یہ اُس دَور کی بات ہے جب حکومت سے کسی قسم کے مذاکرات وغیرہ کا کوئی سلسلہ نہیں تھا لیکن اِس کے باوجود اُس وقت مڈل تک نصاب میں انگریزی، ریاضی سمیت جملہ عصری مضامین کی تدریس کا سلسلہ شروع کیا گیا اَور متوسطات کے نام سے مڈل تک عصری تعلیم دی جانے لگی اَور 1989ء سے لے کر اَب تک متوسطہ باقاعدہ مدارس کے نظام کا حصہ ہے۔ اِس کے بعد 2002-03ء میں نویں اَور دسویں کلاس کی تعلیم کو اَز خود وفاق المدارس نے اپنے نصاب میں شامل کیا جو آج تک اِختیاری طور پر نصاب میں شامل ہے۔

اَب صرف ایک قدم آگے بڑھ کر اِنٹرمیڈیٹ تک تعلیم دینے کا اِرادہ کیا گیا ہے کیونکہ وفاق المدارس کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی ہے کہ ایسی عصری تعلیم جو ہمارے مقاصد میں مخل نہ ہو بلکہ ممد و معاون ہو اُسے نصاب میں شامل کرنے میں ہمیں کوئی تردد نہیں ہوگا۔

اَلبتہ اِس اِتفاق کے تناظر میں بعض حلقوں کی طرف سے اِس خدشے کا اِظہار کیا جارہا ہے کہ اِس فیصلے سے ہماری دینی تعلیم متاثر ہوگی۔ اِس بارے میں اَکابر علمائے کرام اَور اَربابِ علم و دَانش کو سوچنا چاہیے اَور اِس کا کوئی بہتر حل تجویز کرنا چاہیے۔ ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ درسِ نظامی کا حجم کم نہ کیا جائے بلکہ تعلیم کا دَورانیہ بڑھا دیا جائے۔

دُوسری بات جس پر ہمارے یہاں بہت حساسیت پائی جاتی ہے وہ حکومتی مداخلت ہے۔ اِس حوالے سے یاد رہے کہ حکومتی نمائندے مدارس کی تنظیموں کی مجالسِ عاملہ یا مجالسِ شوری میں شامل نہیں ہوں گے بلکہ محض نصابی کمیٹی میں شامل ہوں گے اَور وہ بھی صرف اُس اِجلاس میں شریک ہوں گے جس کے ایجنڈے میں

عصری تعلیم کے حوالے سے کوئی مشاورت یا غور وخوض کیا جائے گا۔ اِس کے علاوہ دینی معاملات اَور دینی اُمور کے ساتھ اُن کا کوئی سرو کار نہیں ہوگا۔ یوں تیس اَفراد پر مشتمل امتحانی کمیٹی میں اُن دو اَفراد کی موجودگی معاونت کے لیے ہوگی مداخلت کے لیے نہیں۔

بہر حال مدارسِ دینیہ کی قیادت میں پوری دیانت داری، ذمہ داری اَور احتیاط کے ساتھ یہاں تک سفر کیا ہے اَور ابھی بہت سفر اَور کئی مراحل باقی ہیں۔ اکابر کی رہنمائی، مجالسِ عاملہ ومجالسِ شوری کی مشاورت اور اَربابِ مدارس کی آراء وتجاویز کی روشنی میں آگے بڑھا جائے گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اَب تک کی پیش رفت ہماری کامیابی ہے کیونکہ مدارس کے نمائندہ وفاقوں کو خودمختار اِمتحانی بورڈ کا درجہ دینے کا مطالبہ ہمارا دیرینہ مطالبہ تھا اَور ہمارے ہر اِجلاس، ہر قرارداد اَور اعلامیے میں بار بار اِس کا مطالبہ کیا جاتا رہا ہے۔ اسی طرح مدارس کی تحتانی اَسناد کی عدم قبولیت بھی ہمارا ایک دیرینہ مسئلہ تھا، اِس سے قبل حکومت مدارس کے سسٹم اَور حیثیت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھی لیکن اِس فیصلے سے ہم اپنا تشخص منوانے میں بھی کامیاب ہوئے، اپنی تعلیمی اَور اِمتحانی حیثیت قبول کروانے میں بھی کامیاب رہے، اپنی تحتانی اَسناد کی حیثیت بھی منوالی۔

باقی یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ مدارس کی قیادت مدارس کے معاملے میں کسی بھی شخص سے زیادہ محتاط اَور حساس ہے اَور تمام قائدین کو اِس بات کا بخوبی احساس واِدراک ہے کہ اِس وقت دینی مدارس بیرونی قوتوں کے ایجنڈے پر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مدارس کی قیادت کو چومکھی لڑائی لڑنی پڑ رہی ہے۔ تمام احباب خاطر جمع رکھیں، ایسا کوئی فیصلہ قطعًا قبول نہیں کیا جائے گا جس سے مدارس کی حیثیت، مقاصد یا حریت وآزادی پر کوئی حرف آئے، وما توفیقی الا باللّٰہ۔

محرم الحرام کے فضائل واَحکام

﴿ جناب مولانا مفتی محمد رضوان صاحب، راولپنڈی ﴾

ماہِ محرم الحرام کے روزوں کی فضیلت :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَھْرُاللّٰہِ الْمُحَرَّمُ.

(صحیح مسلم ، ابوداوؑد ، ترمذی ، ابن ماجه)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے روزوں کے بعد سب سے بہترین روزے اللہ کے مہینہ ''محرم'' کے روزے ہیں''۔

فائدہ : اِس مہینے کی عظمت وفضیلت بتلانے اَور ظاہر کرنے کے لیے اِس کو اللہ کا مہینہ فرمایا گیا ورنہ تمام مہینے اَور دِن اللہ ہی کی مخلوق ہیں اَور اُسی کے حکم سے چلتے ہیں اَور بعض دُوسرے روزوں (مثلاً ذی الحجہ، شوال وغیرہ) کی فضیلتیں بھی اپنی جگہ ہیں لیکن محرم کے روزوں کو جو خاص قسم اَور نوعیت کی فضیلت حاصل ہے اُس قسم کی فضیلت رمضان کے بعد محرم کے علاوہ دُوسرے روزوں کو حاصل نہیں (نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۳۶۸) اَور اِس حدیث میں محرم کے روزے سے صرف دسویں تاریخ یعنی عاشورہ کا روزہ مراد نہیں بلکہ محرم کے مہینے کے عام روزے مراد ہیں (مرقاۃ ج ۴ ص ۲۸۶) لہٰذا اِس مہینے میں کسی بھی دِن روزہ رکھ لیا جائے تو اِنشاء اللہ تعالیٰ یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی ، یہی زیادہ صحیح اَور راجح ہے اَور دس محرم کے روزے کی فضیلت اِس کے علاوہ مستقل اَور علیحدہ ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صُمْ شَھْرَ الصَّبْرِ وَ یَوْمًا مِّنْ کُلِّ شَھْرٍ قَالَ زِدْنِیْ فَاِنَّ بِیْ قُوَّۃً قَالَ صُمْ یَوْمَیْنِ قَالَ زِدْنِیْ قَالَ صُمْ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ قَالَ زِدْنِیْ قَالَ صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُکْ صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُکْ صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُکْ وَقَالَ بِاَصَابِعِہِ الثَّلَا ثَۃِ فَضَمَّھَا ثُمَّ اَرْسَلَھَا. (ابوداوٗد فی صوم اشھر الحرم . ابن ماجه فی صیام اشھر الحرم و مسند احمد)

''حضورِ اکرم ﷺ نے (ایک صحابی کو خطاب کرتے ہوئے) اِرشاد فرمایا کہ صبر یعنی رمضان کے مہینے کے روزے رکھو اَور ہر مہینے میں ایک دِن کا روزہ رکھ لیا کرو، اُن صحابی نے عرض کیا کہ مجھے اِس سے زیادہ کی طاقت ہے لہٰذا میرے لیے اَور اِضافہ کردیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر مہینے میں دو دِن روزہ رکھ لیا کیجئے پھر اُن صحابی نے عرض کیا کہ میرے لیے اَور اِضافہ فرمادیجیے (کیونکہ مجھے اِس سے زیادہ کی طاقت ہے)۔ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دِن روزہ رکھ لیا کیجئے پھر اُن صحابی نے عرض کیا کہ میرے لیے اَور اضافہ فرمادیجئے تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اشھر حرم (ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اَور رجب کے مہینوں) میں روزہ رکھو اَور چھوڑو (آپ نے یہ بات تین مرتبہ اِرشاد فرمائی) اَور آپ نے اپنی تین اُنگلیوں سے اِشارہ فرمایا اِن کو ساتھ ملا دیا پھر چھوڑ دیا (مطلب یہ تھا کہ اِن مہینوں میں تین دن روزہ رکھو پھر تین دن ناغہ کرو اور اِسی طرح کرتے رہو''۔

فائدہ : حدیث شریف میں اِن چار مہینوں کے اَندر روزہ رکھنے کا جو طریقہ بتلایا گیا ہے ضروری نہیں کہ ہر شخص اِس طریقہ پر عمل کرے بلکہ جس طرح اَور جتنے روزے کوئی رکھ سکتا ہو اِجازت ہے۔ حضور ﷺ نے اُن صحابی کے لیے یہی طریقہ مناسب سمجھا تھا اِس لیے اُنکی شان اَور حالت کے مطابق یہ طریقہ تجویز فرمایا۔

عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ اَیُّ شَھْرٍ تَأْمُرُنِیْ اَنْ اَصُوْمَ بَعْدَ شَھْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ لَہٗ مَاسَمِعْتُ اَحَدًا یَسْأَلُ عَنْ ھٰذَا اِلَّا رَجُلًا سَمِعْتُہٗ یَسْأَلُ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاَنَا قَاعِدٌ عِنْدَہٗ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ شَھْرٍ تَأْمُرُنِیْ اَنْ اَصُوْمَ بَعْدَ شَھْرِ رَمَضَانَ؟ قَالَ اِنْ کُنْتَ صَائِمًا بَعْدَ شَھْرِ رَمَضَانَ فَصُمِ الْمُحَرَّمَ فَاِنَّہٗ شَھْرُ اللّٰہِ فِیْہِ یَوْمٌ تَابَ اللّٰہُ فِیْہِ عَلٰی قَوْمٍ وَیَتُوْبُ فِیْہِ عَلٰی قَوْمٍ اٰخَرِیْنَ

(ترمذی باب صوم المحرم و مسند احمد ج ۱ ص ۱۵۴، ۱۵۵)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے پوچھا، ماہِ رمضان کے بعد آپ کس مہینے میں مجھے روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں؟ جواب دیا اِس مسئلہ کو ایک شخص نے

رسول اکرم ﷺ سے اُس وقت دریافت کیا تھا جبکہ میں آپ کے پاس تھا۔ اُس آدمی نے پوچھا تھا، یارسول اللہ ! ماہِ رمضان کے روزوں کے بعد مجھے کس مہینہ میں روزے رکھنے کا حکم ہے؟ اِرشاد عالی ہوا تھا ماہِ رمضان کے روزوں کے بعد اگر تم روزے رکھنا چاہتے ہو تو ماہِ محرم کے روزے رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ مہینہ ہے جس کے ایک دِن اللہ تعالیٰ نے ایک قوم (یعنی بنی اسرائیل) کی توبہ قبول کی اور اُسی دن ایک دُوسری قوم کی بھی توبہ قبول فرمائے گا۔''

فائدہ : کیونکہ محرم کا مہینہ عظمت واحترام والے مہینوں میں سے ہے جن میں عبادت کی خاص فضیلت ہے اَور روزہ بھی اہم عبادت ہے لہٰذا دُوسری عبادات کے ساتھ ساتھ روزے کی عبادت کو بھی اِن مہینوں کے احترام کی وجہ سے خاص اہمیت وفضیلت عطا کی گئی ہے۔ اِس تفصیل سے معلوم ہوا کہ محرم الحرام کا مہینہ عظمت وفضیلت والے مہینوں میں سے ہے اَور اللہ تعالیٰ کی خاص تجلیات واَنوار اِس مہینہ میں نازل ہونے کی وجہ سے اِس مہینہ کو خاص طور پر اللہ کا مہینہ فرمایا گیا ہے۔ لہٰذا اِس مبارک مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اَور اطاعت بہت لگن اَور توجہ کے ساتھ کرنی چاہیے اَور ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے تاکہ اِس مبارک مہینے کے تقاضے پورے ہونے کے ساتھ ساتھ اِسلامی سال کی ابتداء سال کے باقی آنے والے مہینوں کے لیے نیک فال ثابت ہو۔

اِن فضائل کا تقاضا تو یہ تھا کہ اِس مہینے میں زیادہ سے زیادہ عبادت واطاعت میں مشغول ہوکر اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کیا جاتا لیکن اَفسوس کا مقام ہے کہ جب نیا اِسلامی سال شروع ہوتا ہے تو بہت سے لوگوں کی طرف سے اِس کی ابتداء اللہ جل شانہٗ کے حکموں کو پورا کرنے اَور رسول اللہ ﷺ کے طریقوں پر چلنے کے بجائے اللہ کے حکموں کو توڑنے اَور رسول اللہ ﷺ کے طریقوں کی خلاف ورزی سے کی جاتی ہے۔ ہر طرف شرک وبدعات اَور من گھڑت کاموں کا دَور شروع ہو جاتا ہے خاص طور پر محرم کی دسویں تاریخ میں خود تراشیدہ رسومات وبدعات کر کے ثواب حاصل کرنے کے بجائے بہت سے لوگ اُلٹا گناہوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں اَور اِس مہنے میں گناہ کر کے سخت عذاب ووَبال کے مستحق ہوتے ہیں جو کہ اپنے اُوپر بہت بڑا ظلم ہے۔

دس محرم کا دن :

گزشتہ تفصیل سے محرم الحرام کے مہینے کی فضیلت و عظمت اَور اِس مہینے میں عبادت اَور روزے کی اہمیت اچھی طرح واضح ہو چکی ہے پھر اِس مہینے میں جو فضیلت عاشوراء یعنی دس محرم کے دن کو حاصل ہے وہ اِس مہینے کے دُوسرے عام دِنوں سے بھی زیادہ ہے اَور دس محرم کے روزے کی جو فضیلت ہے وہ اِس مہینے کے عام دِنوں کے روزوں سے بھی زیادہ ہے، ایک تو خود دس محرم کے دِن کی وجہ سے دُوسرے محرم کے مہینے کا دِن ہونے کی وجہ سے۔ جمہور صحابہ، تابعین اَور ائمہ مجتہدین کے نزدیک عاشوراء سے دس محرم کا دِن مراد ہے اَور لُغت کے اعتبار سے بھی عاشوراء کا لفظ دس محرم پر ہی صادق آتا ہے۔ اِس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون سے نجات عطا فرمائی تھی، یہود و نصاریٰ اَور قریش مکہ اِس دن کی فضیلت کے قائل تھے اَور اِس دِن کی تعظیم کیا کرتے تھے اَور حضورِ اکرم ﷺ بھی اِس دن روزہ رکھا کرتے تھے اَور دُوسروں کو بھی اِس دن روزہ رکھنے کی ترغیب دیتے تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں کعبہ کو غلاف بھی اِس دِن پہنایا جاتا تھا اَور رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے اِس دن کا روزہ فرض تھا جو کہ بعد میں منسوخ ہو گیا مگر اَب بھی اِس دن کے روزے کی فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ اِس سے ایک سال کے (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

بعض حدیث کی شروحات اَور سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ دس محرم کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی اَور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کنارے پر آئی تھی، اِسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وِلادت ہوئی اور اِسی دن آسمان پر اُٹھائے گئے، اِسی دن حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے خلاصی ملی اور اِسی دن اُن کی اُمت کا قصور معاف ہوا، اَور اِسی دن حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں سے نکالے گئے، اِسی دن حضرت اَیوب علیہ السلام کو مرض سے صحت عطا ہوئی اور اِسی دن حضرت اِدریس علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے، اِسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی، اِسی حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عطا ہوا۔ اِس کے علاوہ اَور بھی واقعات اِس دِن کے متعلق لکھے ہیں اِس قسم کے واقعات اَور روایات میں اگرچہ محدثین کو کلام ہے مگر اِن سے بھی مجموعی طور پر کسی نہ کسی درجہ میں اِس دِن کی فضیلت و عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ (ماخوذ اَز خصائل نبوی بتغیر ص ۲۶۰، کذا فی عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۱۷، اَوجز المسالک ج ۳ ص ۴۸)۔

اِس کے علاوہ بعض دُوسری چیزیں اَور اُن کے متعلق مختلف فضائل بھی محرم اَور خاص کر دس محرم

کے دِن کے بارے میں عوام میں مشہور ہیں مثلاً اِس دن خوشبو یا خضاب لگانا، غسل کرنا، لباس تبدیل کرنا، زیب وزینت کرنا، صلوٰۃ العاشوراء کے نام سے باجماعت نماز اَدا کرنا، رشتہ داروں وعزیزوں سے ملنا، قبروں کی زیارت کرنا، قبروں کو پختہ کرنا، قبروں پر سبز چھڑیاں اَور شاخیں رکھنا، اُن پر مٹی ڈالنا اَور لپائی وغیرہ کرنا، مصافحہ ومعانقہ کرنا، اِس دن کھچڑ، حلیم، کھیر، حلوا یا کسی اَور قسم کا کھانا وغیرہ پکا کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ یا اپنے رشتے داروں کی رُوحوں کو ثواب بخشنا، اُن کے نام کی نذر ونیاز دینا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی رُوح کو اِس دن حاضر سمجھنا، روٹیاں پکا کر تقسیم کرنا اَور چھت کے اُوپر سے پھینکنا، شادی کے بعد پہلی محرم میں بیوی کو ماں باپ کے گھر بھیج دینا، مختلف قسم کے سوگ کرنا، عورتوں کا بالوں کو کھول دینا، زیب وزینت کی تمام چیزوں کو ترک کر دینا، چوڑیاں توڑ ڈالنا، ماتم ونوحہ کرنا، سیاہ لباس پہننا، ننگے پاؤں پھرنا، چارپائی پر نہ سونا، سر پر سبز رنگ کی ٹوپی رکھنا، بچوں کے گلے میں سبز رنگ کی تھیلیاں لٹکا دینا کہ یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فقیر ہیں۔ سبیل لگانا، نوحہ وماتم کرنا، مرثیہ پڑھنا، تعزیوں پنجوں کو نکالنا اَور اُن پر عرضیاں لگانا، وغیرہ وغیرہ۔ اِس قسم کی تمام باتیں اَور اِن کے بارے میں مختلف فضائل موضوع اَور گھڑے ہوئے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں اَور اِن چیزوں کا اِس دن سے کوئی تعلق نہیں اَور بعض اِن میں سے شرک کے قریب تر ہیں، لہٰذا اِس قسم کی تمام باتوں سے بچنا ضروری ہے۔ (والتفصیل فی ماثبت بالسنہ فی اَیام السنہ اَز شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ)

دس محرم کے روزہ کی فضیلت :

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ مَارَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَتَحَرّٰی صِیَامَ یَوْمٍ فَضَّلَہٗ عَلٰی غَیْرِہٖ اِلاَّ ھٰذَا الْیَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَھٰذَا الشَّھْرَ یَعْنِیْ شَھْرَ رَمَضَانَ. (مشکٰوۃ، صحیح بخاری و صحیح مسلم).

''حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ رسولِ کریم ﷺ کسی خاص دن روزہ کا اہتمام فرماتے ہوں اَور اُس کو کسی دُوسرے دِن پر فضیلت دیتے ہوں سوائے اِس دس محرم کے دن کے اَور اِس مہینہ یعنی رمضان المبارک کے مہینہ کے۔''

فائدہ : حضور ﷺ کے طرزِ عمل سے حضرت ابن عباسؓ نے یہی سمجھا کہ آپ جس قدر نفلی روزوں میں عاشورے کے دِن کے روزے کا اہتمام فرماتے تھے اِتنا رمضان کے بعد کسی دُوسرے نفلی روزے

کا نہیں فرماتے تھے۔ اِس حدیث سے دس محرم کے روزہ کی فضیلت بالکل ظاہر اَور واضح ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صِیَامُ یَوْمِ عَاشُوْرَاءَ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّکَفِّرَ السَّنَۃَ الَّتِیْ قَبْلَہٗ . (صحیح مسلم ، ابوداؤد و مسند احمد)

'' فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتا ہوں کہ دس محرم کا روزہ رکھنا گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے''۔ ۱

تشریح : علماءِ کرام کی تحقیق کے مطابق اِس روزہ سے صغیرہ گناہوں کی بخشش ہوتی ہے اَور صغیرہ گناہوں کی بخشش بھی بہت بڑی نعمت ہے اَور کبیرہ گناہوں کے لیے توبہ ضروری ہے اَور سچی توبہ کے لیے تین باتیں ضروری ہیں۔

(۱) پہلی یہ کہ گزرے ہوئے گناہوں پر اَفسوس اَور شرمندگی کا ہونا اَور ساتھ ہی جن چیزوں کی قضاء ضروری ہے خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں (جیسے قضاء نمازیں ، روزے ، زکوٰۃ ، حج ، قربانی ، صدقۂ فطر ، قسم کا کفارہ ، جائز منت ، وغیرہ) اِن کو حسبِ قدرت اَدا کرنا اَور خواہ بندوں کے حقوق ہوں (جیسے قرض ودین ، میراث ، کسی بھی قسم کا جانی مالی نقصان اَور ایذاء رسانی وغیرہ) اِن کو ممکنہ حد تک اَدا کرنے کی کوشش کرنا یا حقدار سے معافی حاصل کرنا۔

---

۱ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب محرم کے روزوں کو رمضان کے بعد تمام مہینوں کے روزوں پر فضیلت حاصل ہے تو نبی کریم ﷺ کا محرم کے بجائے شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے رکھنے کا معمول کیوں تھا؟ جیسا کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت اُم سلمہؓ کی روایات سے پتہ چلتا ہے جو ترمذی وغیرہ میں مذکور ہیں۔ اِس کا جواب علامہ نوویؒ نے یہ دیا ہے کہ شاید آپ کو محرم میں بعض عوارض مثلاً سفر ، بیماری وغیرہ کی وجہ سے زیادہ روزے رکھنے کا موقع نہ ملا ہو یا آپ کو محرم کے روزوں کی اِس درجہ فضیلت کا علم آخری حیات میں دیا گیا ہو (اَور اِس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہو) (نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۳۶۵)۔ اَور شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے رکھنے کی کئی وجہ ہو سکتی ہیں مثلاً رمضان کا احترام اَور تعظیم اَور اُس کی تیاری اَور رمضان کا قرب اَور اُس کے خاص اَنوار و برکات سے مزید مناسبت پیدا کرنے کا شوق اَور داعیہ اَور اِس کا استقبال اَور شعبان کے اِن روزوں کی وہی نسبت اَور برکت ہوگی جو فرض نمازوں سے پہلے پڑھے جانے والے نوافل کو فرضوں سے ہوتی ہے اَور اِس مہینہ میں شبِ براءت اَور اُس کے فضائل کا پایا جانا وغیرہ بھی اِس مہینہ میں زیادہ روزے رکھنے کا باعث ہو سکتا ہے۔ اِن میں سے بعض باتوں کا احادیث میں بھی ثبوت ملتا ہے۔

(۲) دُوسری یہ کہ اِس وقت فوراً اُن گناہوں کو چھوڑ دینا اَور اُن سے الگ ہو جانا۔

(۳) تیسری یہ کہ آئندہ کے لیے اُن گناہوں کو نہ کرنے کا پختہ اِرادہ کر لینا۔

دس محرم اَور اُس کے روزہ کی شرعی و تاریخی حیثیت و اہمیت :

عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ کَانُوْا یَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَاءَ قَبْلَ اَنْ یُّفْرَضَ رَمَضَانَ وَکَانَ یَوْمًا تُسْتَرُ فِیْہِ الْکَعْبَةُ فَلَمَّا فَرَضَ اللّٰہُ رَمَضَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ شَآءَ اَنْ یَّصُوْمَہٗ فَلْیَصُمْہُ وَمَنْ شَآءَ اَنْ یَّتْرُکَہٗ فَلْیَتْرُکْہُ.

(بخاری ، مسلم ، ترمذی ، ابوداؤد ، موطا امام مالک ، مسنداحمد)

''اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے لوگ دس محرم کے دِن کا روزہ رکھا کرتے تھے اَور دس محرم کے دن کعبہ کو غلاف بھی پہنایا جاتا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض فرمادِیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دس محرم کا روزہ رکھنا چاہے وہ رکھ لے اَور جو چھوڑنا چاہے وہ چھوڑ دے''۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ یَوْمُ عَاشُوْرَآءَ تَصُوْمُہٗ قُرَیْشٌ فِی الْجَاھِلِیَّةِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَصُوْمُہٗ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ صَامَہٗ وَأَمَرَ بِصِیَامِہٖ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَکَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَمَنْ شَآءَ صَامَہٗ وَمَنْ شَآءَ تَرَکَہٗ. (صحیح بخاری ، صحیح مسلم)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ قریش مکہ زمانۂ جاہلیت میں دس محرم کے دِن روزہ رکھتے تھے اَور رسول اللہ ﷺ بھی روزہ رکھتے تھے پھر جب آپ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو وہاں خود اِس کا روزہ رکھا اَور دُوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو دس محرم کے دِن روزہ رکھنا چھوڑ دیا جس کی خواہش ہوتی اُس دِن روزہ رکھتا اَور جو چاہتا اُس دِن روزہ نہ رکھتا''۔

فائدہ : دس محرم کا روزہ رکھنا اِبتداءِ اِسلام میں رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے فرض تھا

بعد میں اِس کے فرض ہونے کی حیثیت منسوخ اَور ختم ہوگئی جس کی تائید مندرجہ بالا احادیث سے ہوتی ہے اَور بعض دُوسری اَحادیث سے بھی یہی مفہوم ظاہر ہوتا ہے مگر اِس روزے کے اہم فضائل اَور اِس کا سنت و مستحب ہونا اَب بھی باقی ہے۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ فَوَجَدَ الْیَھُوْدَ صِیَامًا یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَاھٰذَا الْیَوْمُ الَّذِیْ تَصُوْمُوْنَہٗ فَقَالُوْا ھٰذَا یَوْمٌ عَظِیْمٌ اَنْجَی اللّٰہُ فِیْہِ مُوْسٰی وَقَوْمَہٗ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَہٗ فَصَامَہٗ مُوْسٰی شُکْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَنَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰی بِمُوْسٰی مِنْکُمْ فَصَامَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاَمَرَ بِصِیَامِہٖ. (بخاری ، مسلم ، ابوداؤد ، ابن ماجہ ،دارمی ، شرح معانی الاٰثار ومسند احمد)

''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو دس محرم کے دِن روزہ رکھتے ہوئے دیکھا آپ نے اُن سے پوچھا کہ اِس دِن کی کیا خصوصیت ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو؟ اُنہوں نے کہا کہ یہ بڑا عظیم (اَور نیک) دِن ہے، اِسی دِن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اَور اُن کی قوم کو نجات دی (اَور فرعون پر غلبہ عطا فرمایا) اَور فرعون اَور اُس کی قوم کو غرق کیا، چونکہ موسیٰ نے بطورِ شکر (اَور بطورِ تعظیم) اِس دن روزہ رکھا تھا اِس لیے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے مقابلے میں ہم موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قریب ہیں اَور (بطورِ شکر روزہ رکھنے کے) زیادہ حقدار ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے دس محرم کے دِن خود بھی روزہ رکھا اَور دُوسروں کو روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی''۔

---

[1] موطاء امام مالک اور ابوداؤد میں یہ الفاظ بھی ہیں ''فلما فرض رمضان کان ھوالفریضۃ'' اور سننِ ترمذی میں یہ الفاظ ہیں ''فلماافترض رمضان کان رمضان ھوالفریضۃ '' ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ رمضان کے روزے فرض ہوجانے کے بعد دس محرم کے روزے کی فرضیت ختم ہوگئی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۸۴، عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۱۱ ص ۱۱۹، فتح الباری شرح بخاری لحافظ ابن حجرؒ ج ۴ ص ۲۱۴ باب صیام یوم عاشوراء۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ یَوْمُ عَاشُوْرَآءَ یَوْمًا تُعَظِّمُہُ الْیَھُوْدُ وَتَتَّخِذُہٗ عِیْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم صُوْمُوْہُ اَنْتُمْ.(بخاری فی الصوم والمناقب، مسلم فی الصیام واللفظ لہٗ مسند احمد و شرح معانی الاٰثار)

''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی دس محرم کے دِن کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے اَور اِس دِن عید منایا کرتے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اِس دن روزہ رکھو۔''

تنہا دس محرم کا روزہ :

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ حِیْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَاَمَرَ بِصِیَامِہٖ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! اِنَّہٗ یَوْمٌ تُعَظِّمُہُ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَاِذَا کَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ صُمْنَا الْیَوْمَ التَّاسِعَ قَالَ فَلَمْ یَاْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتّٰی تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم . (مسلم وابوداوٗد). [1]

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس محرم کے دِن روزہ رکھا اَور صحابہ کو بھی اِس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ ایسا دن ہے کہ یہود ونصارٰی اِس کی بہت تعظیم کرتے ہیں (اَور روزہ رکھ کر ہم اِس دِن کی تعظیم کرنے میں یہود ونصارٰی کی موافقت کرنے لگتے ہیں جبکہ ہمارے اَور اُن کے دین میں بڑا فرق ہے)۔آپ نے فرمایا کہ آئندہ سال اِنشاء اللہ ہم نویں تاریخ کو(بھی) روزہ رکھیں گے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آئندہ سال محرم سے پہلے ہی (ربیع الاوّل) آپ کا وصال ہوگیا''۔

---

[1] بعض حضرات کو اِس حدیث سے مغالطہ لگا ہے کہ عاشوراء کا روزہ صرف نویں تاریخ کو رکھنا چاہیے حالانکہ اِس حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ صرف دسویں تاریخ کا تنہا روزہ نہ رکھا جائے بلکہ اِس کے ساتھ نویں تاریخ کا بھی روزہ ملالیا جائے یا پھر دسویں کے ساتھ گیارھویں تاریخ کا روزہ ملالیا جائے اِن دونوں باتوں کی تائید اَور وضاحت خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دُوسری روایات سے ہوتی ہے جو کہ آگے آرہی ہیں۔

فائدہ : نبی کریم ﷺ اِبتداء اِسلام میں اُن باتوں میں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نازل نہیں ہوتا تھا اہلِ کتاب (یہود و نصارٰی) کی موافقت کو پسند فرماتے تھے جس میں بہت سی حکمتیں تھیں لیکن بعد میں یہ بات منسوخ اَور ختم ہوگئی اَور اہلِ کتاب کی مخالفت کا قولاً اور فعلاً اہتمام کیا جانے لگا تھا جو بہت سی وجہ سے ضروری تھا۔ (خصائل نبوی بتغیر)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ صُوْمُوا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ وَخَالِفُوا الْیَھُوْدَ.

(ترمذی ج۱ ص ۹۴ بیہقی، معارف السنن ج۵ ص ۴۳۴)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تم نویں اَور دسویں تاریخ کا روزہ رکھو اَور یہود کی مخالفت کرو''۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ صَوْمِ عَاشُوْرَآءَ صُوْمُوْہُ وَصُوْمُوْا قَبْلَہٗ یَوْمًا اَوْبَعْدَہٗ یَوْمًا وَلَا تَشَبَّھُوْا بِالْیَھُوْدِ. (شرح معانی الآثار)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے عاشوراء کے روزہ سے متعلق فرمایا کہ تم دس محرم کا روزہ رکھو اَور اِس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا بھی روزہ رکھو اَور یہودیوں کے ساتھ مشابہت مت اِختیار کرو''۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صُوْمُوْا یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَخَالِفُوْا فِیْہِ الْیَھُوْدَ وَصُوْمُوْا قَبْلَہٗ یَوْمًا اَوْبَعْدَہٗ یَوْمًا. (مسند احمد، جمع الفوائد، سنن کبرٰی بیہقی، کنز العمال ج۸ ص ۵۷۰)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ روزہ رکھو تم دس محرم کا اَور مخالفت کرو اِس میں یہود کی اَور (وہ اِس طرح کہ) روزہ رکھو اِس سے ایک دِن پہلے کا بھی یا ایک دِن بعد کا بھی''۔

فائدہ : آپ نے یہود کی مخالفت کا اِرادہ فرمالیا تھا لیکن اِس کے بعد آپ ﷺ اَگلے سال محرم کے آنے سے پہلے ہی ربیع الاوّل میں واصل بحق ہوگئے اَور آپ کا یہ اِرادہ فرمانا بھی عمل کے درجہ میں تھا (مرقاۃ ج۴ ص ۲۸۸)۔

آپ ﷺ کے اِن اِرشادات کے پیشِ نظر دس محرم کا روزہ رکھنا یہودیوں کی مشابہت سے خالی نہ تھا اَور اُس کو چھوڑ دینا بھی اُس کے فضائل اَور برکات سے محرومی کا باعث ہوتا لہٰذا فقہاءِ کرام اِن اِرشادات کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ تنہا دس محرم کا روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی (یعنی خلافِ اُولیٰ) ہے اَور بہتر و مستحب یہ ہے کہ دس محرم کے ساتھ ایک دن پہلے یعنی نویں تاریخ کا ایک روزہ اَور ملا لیا جائے اَور اگر ایک دن پہلے کوئی روزہ نہ رکھ سکے تو ایک دن بعد کا ایک روزہ اِس کے ساتھ اَور ملا لیا جائے تاکہ یہودیوں کی مخالفت بھی ہو جائے اَور اِس دن کے روزہ کی فضیلت بھی حاصل ہو جائے۔ (فتح القدیر، مراقی الفلاح وغیرہ)

دس محرم کو اہلِ وعیال پر وسعت کرنا :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَوْسَعَ عَلٰی عِیَالِهٖ وَاَهْلِهٖ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ اَوْسَعَ اللّٰهُ عَلَیْهِ سَآئِرَ سَنَتِهٖ.

(رواه البیهقی وغیره من طرق، وعن جماعة من الصحابة، وقال البیهقی هٰذِهِ الْاَسَانِیْدُ وَاِنْ کَانَتْ ضَعِیْفَةٌ فَهِیَ اِذَا ضُمَّ بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ اَخَذَتْ قُوَّةً. الترغیب والترهیب ج۲ ص۷۱ مطبوعه بیروت).

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ جس نے اپنے اہل وعیال پر دس محرم کے دِن (نان ونفقہ میں) کشادگی وفراخی کی اللہ تعالیٰ تمام سال اُس پر کشادگی وفراخی فرمائیں گے''۔

فائدہ : حضرت اِمام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے اِس عمل کا بارہا تجربہ کیا ہے اَور ہم نے اپنے تجربہ میں اِس کو صحیح پایا (قَالَ سُفْیَانُ اِنَّا قَدْ جَرَّبْنَاهُ فَوَجَدْنَاهُ کَذَالِکَ (مشکوٰۃ ص ۲۴). لہٰذا اگر کوئی اِس حدیث پر عمل کرتے ہوئے صرف برکت حاصل کرنے کے لیے اِس دن اپنے گھر میں اپنی حیثیت کے مطابق اچھا اَور عمدہ کھانا تیار کر لے تو جائز ہے (بشرطیکہ اِس میں اَور کوئی غلط اَور فاسد عقیدہ یا عمل شامل نہ ہو مثلاً غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے یا حضرت حسینؓ کی نذر ونیاز اَور ایصالِ ثواب کی نیت وغیرہ)۔

تشریح : اِس حدیث کو اگرچہ بعض محدثین رحمہم اللہ نے غیر ثابت قرار دیا ہے لیکن بعض دُوسرے حضرات نے اِس کے بجائے ضعیف کہا ہے اَور چونکہ یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے جس کی ایک

دُوسری سے تائید اَور تقویت ہوتی ہے اَور محدث حافظ ابوالفضل عراقی رحمہ اللہ کے بقول تو اِس کی بعض سندیں اِمام مسلمؒ کی شرائط پر پوری اُترتی ہیں لہٰذا یکطرفہ طور پر اِس حدیث کو بالکل موضوع قرار دے کر اِنکار کرنا صحیح نہیں ۔ اَلبتہ اِس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ یہ کوئی فرض ، واجب یا سنت عمل نہیں ہے بلکہ صرف دُنیاوی برکت کے بارے میں ایک عمل ہے اگر کوئی یہ عمل نہ بھی کرے تب بھی کوئی گناہ نہیں ۔

یہ بھی ضروری نہیں کہ جو یہ عمل نہ کرے وہ تمام سال بے برکتی میں مبتلا رہے گا لہٰذا اِس عمل میں حد سے آگے بڑھنا مثلاً اِس کو ضروری فرض واجب سمجھنا یا اِس کے ساتھ فرض و واجب جیسا معاملہ کرنا، اِس کی ایسی پابندی کرنا کہ لوگ اِس کو لازم ضروری یا سنت سمجھنے لگیں یا اِس کے لیے اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرنا، فضول خرچی کرنا یا اِس کے لیے قرض لینا اَور کسی خاص قسم کے کھانے (مثلاً کھچڑ، کھیر، حلیم وغیرہ) کو مخصوص لازم کرنا، اِس کو اِتنا بڑھانا کہ ہر علاقہ اَور محلّہ والوں کو اِس میں شامل کرنے کا اہتمام واِلتزام کرنا اَور بڑی بڑی دیگیں اُتارنا یہ تمام چیزیں گناہ اَور شریعت پر زیادتی ہیں ۔ اِس قسم کی خرابیوں کے ساتھ اگر یہ عمل کیا جائے گا تو بجائے فائدے کے اُلٹا گناہ اَور نقصان ہوگا کیونکہ گناہ سے بجائے برکت کے اُلٹی بے برکتی ہوتی ہے ۔

لہٰذا نیک اعمال کرنا اَور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنا اِس کشادگی وفراخی والے عمل سے زیادہ ضروری اَور اہم ہے، نہ یہ کہ کھانے پکانے کا تو بہت اہتمام کیا جائے اَور نماز، زکوٰۃ، قربانی وغیرہ جیسے بڑے احکام سے غفلت اِختیار کی جائے جیسا کہ عام طور پر آج کل ہو رہا ہے ۔ اِسی سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جو شخص اِس دِن اِس عمل میں حد سے آگے بڑھے گا یا کسی قسم کا کوئی گناہ کرے گا (جیسا کہ آج کل بے شمار گناہوں کا دَور دَورہ ہے) تو باوجود اِس وسعت اَور فراخی والے عمل کو اَنجام دینے کے پھر بھی بے برکتی میں مبتلاء ہونے کا قوی اَندیشہ ہے ۔

اِسلام کی اِنسانیت نوازی

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

عدل و اِنصاف :

آپسی نزاعات کو سُلجھانے کے لیے عادِلانہ اَور منصفانہ نظامِ قضاء کا قیام بھی نہایت اہم اِنسانی ضرورت ہے۔ اِسی مقصد سے اِسلام نے اپنے ماننے والوں کو ہر حالت میں عدل و اِنصاف پر جمے رہنے کی تلقین کی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا ہے :

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ، اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا، وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا (سُورۃ النساء ۱۳۵)

''اے ایمان والو! اِنصاف پر قائم رہنے والے، اللہ کے لیے گواہی دینے والے رہو، اگرچہ اپنی ذات پر ہو، یا کہ والدین اَور دُوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو، وہ شخص اگر اَمیر ہو یا غریب دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے، سوتم خواہش نفس کی اِتباع مت کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ، اَور اگر تم کج بیانی کروگے یا پہلو تہی کروگے تو بلا شبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں۔''

اِس آیت میں تین باتیں خاص طور پر بیان فرمائی گئیں ہیں :

(۱) سچی گواہی اَور فیصلہ اگرچہ اپنے قریب ترین اعزاء کے خلاف پڑتا ہو پھر بھی ہر حالت میں حق کا دامن مضبوطی سے تھام کر رکھا جائے اَور محض رشتہ داری یا کسی اَور تعلق کی مصلحت سے حق پوشی کا اِرتکاب نہ کیا جائے۔

(۲) گواہی دینے میں یہ نہ دیکھے کہ جس کے خلاف گواہی دے رہے ہیں وہ اَمیر ہے اگر اُس کے

خلاف بول دے گا تو اُس سے بے مروتی ہو جائے گی یا وہ ہمیں نقصان پہنچا دے گا، یا یہ نہ دیکھے کہ وہ غریب ہے کہیں اُس کو ہماری گواہی سے مزید نقصان نہ پہنچ جائے بلکہ حق کا ساتھ دو چاہے وہ اَمیر کے خلاف پڑے یا غریب کے، اِس کی پروا مت کرو۔

(۳) تیسری بات یہ کہی گئی کہ جب کسی بات کا تمہیں علم ہو اَور اُس کے متعلق گواہی کی ضرورت ہو تو پھر گواہی دینے سے نہ تو پہلو تہی کرو اَور نہ ہی گواہی میں غلط بیانی سے کام لو ورنہ اللہ کے سامنے جواب دینا پڑے گا کیونکہ وہ ہر بات سے پوری طرح باخبر ہے۔

پھر دُنیا میں اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ آدمی محض اپنی دشمنی کی بنیاد پر مدِّ مقابل کی مخالفت میں اِنصاف کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے اَور حق بات کے اِظہار سے گریز کرتا ہے۔ اس لیے ایک دُوسری آیت میں قرآنِ کریم نے اِس پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا ہے :

> يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ، وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا، اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ ، اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ. (سُورۃ المائدہ ۸)
>
> ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے لیے پوری پابندی کرنے والے اِنصاف کے ساتھ شہادت اَدا کرنے والے رہو اَور کسی خاص قوم کی عداوت تمہارے لیے اِس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم عدل نہ کرو، عدل کیا کرو کہ وہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔ اَور اللہ سے ڈرو، بلا شبہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہے۔''

اِسلامی نظام میں اِنصاف مفت ملتا ہے :

اِسلامی نظامِ قضاء کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اِنصاف کے حصول کے لیے سرکاری طور پر یا غیر سرکاری طریقہ پر کوئی رقم خرچ نہیں کرنی پڑتی بلکہ ملک کے ہر شہری کو مفت میں اِنصاف مہیا کرایا جاتا ہے۔ قاضی اَور منصف کو اِس بات کی ہرگز اِجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے فیصلہ پر کچھ فیس وصول کرے یا اپنے نان نفقہ کا بوجھ عوام پر ڈالے بلکہ اِسلامی حکومت میں قاضی کا وظیفہ حکومت کی جانب سے مقرر ہوتا ہے اَور قاضی کو اپنے فیصلہ پر رشوت لینے یا کسی اَجنبی آدمی سے ہدیہ لینے یا خصوصی دعوت میں شرکت کی بھی اِجازت نہیں ہے۔

نیز اَحادیثِ طیبہ میں رشوت کے لین دین کی سخت ممانعت وارِد ہوئی ہے، ایک حدیث میں ہے :

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلرَّاشِیَ وَالْمُرْتَشِیَ وَالرَّائِشَ یَعْنِی الَّذِیْ یَمْشِی بَیْنَھُمَا. (الترغیب و الترھیب ۳/۱۲۶، اَدب القاضی للخصاف ۸۳)

''آنحضرت ﷺ نے رشوت لینے والے، رشوت دینے والے اَور اِن دونوں کے درمیان واسطہ بننے والے (ایجنٹ) پر لعنت فرمائی ہے۔''

ایک اَور روایت میں ہے کہ ''جو حاکم رشوت لے کر فیصلہ کرے گا اُس کو اِتنی گہری جہنم میں ڈالا جائے گا جس کی تہ تک پہنچتے پہنچتے اُسے پانچ سو سال لگیں گے''۔(الترغیب والترہیب ۳/ ۱۲۶)

اَلغرض اِسلام پوری دُنیا کو عدل واِنصاف سے بھر دینا چاہتا ہے اَور ہر حق دار کو اُس کا حق مکمل طور پر دلانے میں ہر ممکن تعاون کی کوشش کرتا ہے۔ اَور اِس میں کسی طرح کی جانب داری یا تعصب رَوا نہیں رکھتا۔ نیز اِسلام کا عدالتی نظام ٹال مٹول اَور تعویق وتاخیر سے پاک ہے سارے نظام قضاء کی بنیاد صرف ایک اساسی اصول پر ہے کہ ''مدعی ثبوت کے لیے بینہ پیش کرے، ورنہ مدعی علیہ قسم کھا کر دعوی کا اِنکار کر دے'' اگر مدعی علیہ قسم کھانے میں توقف کرے گا تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ مدعی کے دعوی سے متفق یا اِقراری ہے تو اُس کے خلاف فیصلہ ہو جائے گا۔ چونکہ یہ مختصر طرزِ عمل سہل ہونے کے ساتھ ظاہری طور پر حقیقت حال تک پہنچنے کے لیے کافی ہے اِس لیے اِسلامی نظامِ عدالت میں اِسی پر اِکتفا کیا جاتا ہے اَور ہر طرح کے معاملات جلد اَز جلد نپٹا دیے جاتے ہیں اَور فریقین کو فیصلہ کے اِنتظار میں عمریں کھپانی نہیں پڑتیں۔

اِس کے برخلاف آج دُنیا میں رائج مغربی نظامِ عدالت بہت سے ملکوں میں لُوٹنے کھسوٹنے اَور لوگوں کے حقوق تلف کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ بن چکا ہے اِس نظام کی قانونی موشگافیاں مظلوم کی حمایت تو کیا کرتیں ظالموں کی بہترین پناہ گاہ بن چکی ہیں۔ آج اِن عدالتوں میں فیصلہ کے لیے مقدمات نہیں لائے جاتے بلکہ عام رُجحان یہ ہے کہ جس مسئلہ کو اِلتواء میں ڈالنا ہو اُسے عدالت کے سپرد کر دو کہ دَادا نے اگر مقدمہ دائر کر دیا ہے تو پوتوں پڑپوتوں تک بھی اُن میں فیصلہ مشکل سے ہو پائے گا اَور اِس درمیان میں جو وقت، پیسہ اَور آمدنی کا ضیاع ہو گا اُس کا کوئی شمار ہی نہیں۔ بلاشبہ اِن مغربی طرز کی عدالتوں میں پڑے ہوئے مقدمات ''شیطان کی آنت'' کے مانند ہیں جن کے اِلتواء کا سلسلہ کسی حد پر جا کر ختم ہی نہیں ہوتا۔ (باقی صفحہ ۶۰)

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

✿ ✿ ✿

چالیس حدیثیں یاد کرنے کی فضیلت :

قَالَ النَّوَوِیُّ فَقَدْ رَوَیْنَا عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ، وَاَبِی الدَّرْدَاءِ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ ، وَاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَاَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ مِنْ طُرُقٍ کَثِیْرَۃٍ بِرِوَایَاتٍ مُّتَنَوِّعَاتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِنْ اَمْرِ دِیْنِھَا بَعَثَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْ زُمْرَۃِ الْفُقَھَاءِ وَالْعُلَمَاءِ ، وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَکُنْتُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شَافِعًا وَّشَھِیْدًا ، وَ فِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قِیْلَ لَہٗ اُدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شِئْتَ ، وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ عُمَرَ کُتِبَ فِیْ زُمْرَۃِ الْعُلَمَاءِ وَحُشِرَ فِیْ زُمْرَۃِ الشُّھَدَاءِ . (الاربعین للامام النووی مع شرح اُردو ص ۲۲)

''اِمام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابودرداء، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت اَنس، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے جو ہم تک پہنچی ہے جس کے طرق (اَسناد) بہت ہیں اَور جس کے الفاظ کئی طرح سے مروی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے میری اُمت تک چالیس حدیثیں اُس کے دین کے بارے میں پہنچادیں قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ فقہاء اَور علماء کی جماعت میں اُس کا حشر فرمائیں گے۔ حضرت اَبودرداءؓ کی روایت میں ہے کہ میں قیامت کے دن اُس کے لیے سفارشی اَور گواہ بنوں گا۔ حضرت ابنِ مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ اُس سے کہا

جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ وہ شخص علماء کی جماعت میں لکھا جائے گا اَور شہیدوں کی جماعت میں اُس کا حشر ہوگا۔''

کنواں کھودنے والے کے لیے چالیس ہاتھ کا حریم ہے :

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ حَفَرَ بِئْرًا اَرْبَعُوْنَ زِرَاعًا عَطَنًا لِمَاشِیَتِهٖ . (سنن ابنِ ماجه باب حریم البیر ص ۱۸۱)

''حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : جو شخص کنواں کھودے تو اُس کے اِردگرد چالیس ہاتھ تک اُسے جگہ ملے گی اپنے جانوروں کو پانی پلانے اَور بٹھانے کے لیے۔''

چالیس دِن اِخلاص اَپنانے کی برکت :

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ظَهَرَتْ یَنَابِیْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰی لِسَانِهٖ.

(الترغیب والترهیب للمُنذری ج ۱ ص ۲۴)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اَکرم ﷺ نے فرمایا : جو شخص چالیس دِن اللہ کے لیے اِخلاص اِختیار کرتا ہے تو حکمت و دانائی کے چشمے اُس کے دِل سے پھوٹ کر اُس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔''

مالک جہنمیوں کو چالیس سال بعد جواب دیں گے :

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ اِنَّ اَهْلَ النَّارِ یَدْعُوْنَ مَالِكًا فَلَا یُجِیْبُهُمْ اَرْبَعِیْنَ عَامًا ثُمَّ یَرُدُّ عَلَیْهِمْ اِنَّكُمْ مَّاكِثُوْنَ.

(معالم التنزیل ج ۴ ص ۱۴۶)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دوزخی مالک (داروغۂ جہنم)

کو پُکاریں گے، وہ اِنہیں چالیس سال تک جواب نہیں دیں گے چالیس سال کے بعد جواب دیں گے کہ تم ہمیشہ اِسی حال میں رہو گے۔''

ف : قرآنِ کریم کی سورۂ مؤمن میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ جہنم (کفار) کا حال بیان فرمایا ہے کہ وہ جہنم میں ایک دُوسرے سے جھگڑیں گے، اَدنی درجے کے لوگ یعنی مُتَّبِعِیْن بڑے درجے کے لوگوں سے یعنی مَتْبُوْعِیْن سے کہیں گے کہ ہم (دُنیا میں) تمہارے تابع تھے، کیا تم لوگ (یہاں) ہم سے آگ کا کوئی جز ہٹا سکتے ہو؟ وہ بڑے لوگ کہیں گے کہ ہم سب ہی دوزخ میں ہیں (یعنی ہم اپنا ہی عذاب کم نہیں کر سکتے تو تمہارا کیا کریں گے) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان قطعی فیصلہ کر چکا۔

(اِس کے بعد) جتنے لوگ دوزخ میں ہوں گے (یعنی تابع اَور متبوع سب مل کر) جہنم کے مؤکل فرشتوں سے کہیں گے تم ہی اپنے پروردِگار سے دُعاء کرو کہ وہ کسی ایک دِن تو ہم سے عذاب ہلکا کردے، فرشتے کہیں گے کہ (یہ بتلاؤ) کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر معجزات لے کر نہیں آتے رہے (اَور دوزخ سے بچنے کا طریقہ نہیں بتلاتے رہے) دوزخی کہیں گے ہاں آتے تو رہے تھے (مگر ہم نے اُن کا کہنا نہ مانا) فرشتے کہیں گے کہ تو پھر (ہم تمہارے لیے دُعاء نہیں کر سکتے) تم ہی (اگر جی چاہے تو) دُعاء کرلو (تمہاری دُعاء کا بھی کچھ فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ) کافروں کی دُعاء محض بے اَثر ہے۔ (پ ۲۴ ع ۱۰)

جب کافر خازنینِ جہنم سے مایوس ہو جائیں گے تو آپس میں کہیں گے کہ مالک (داروغۂ جہنم) کو پکار کر دیکھو چنانچہ وہ مالک (داروغۂ جہنم) کو پکاریں گے یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ اے مالک (تم ہی دُعاء کرو کہ) تمہارا پروردِگار (ہم کو موت دے کر) ہمارا کام ہی تمام کردے، مالک جواب دیں گے کہ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ تم ہمیشہ اِسی حال میں رہو گے۔ (پ ۲۵ ع ۱۲)

داروغۂ جہنم دوزخیوں کو کتنے عرصہ بعد جواب دیں گے اِس میں مفسرین کے مختلف اَقوال ملتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ ۸۰ برس بعد جواب دیں گے، ایک قول یہ ہے کہ ہزار برس بعد جواب دیں گے، ایک قول یہ ہے کہ سو برس بعد جواب دیں گے، ایک قول وہ ہے جو اُوپر حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو کے حوالے سے ذکر ہوا کہ چالیس برس بعد جواب دیں گے، یہ تمام اَقوال تفسیر قرطبی ج ۱۶ پ ۲۵ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

✿ ✿ ✿

قسط : ۳ ، آخری

سفرنامہ .... چھ دِن مراکش میں

﴿ جناب مولانا ضیاء الحسن صاحب طیّب ، برمنگھم، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

ٹریفک کا نظام :

مراکش میں حکومت نے سڑکوں اَور صفائی پر خصوصی توجہ دی ہے وہاں کی سڑکیں بہت اچھی اَور بین الاقوامی معیار کی ہیں۔ پورے ملک میں ہم نے کہیں بھی سڑکوں پر گڑھے پڑے نہیں دیکھے۔ صفائی ستھرائی کا نظام بھی بہت بہتر ہے کسی جگہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر لگے نظر نہیں آئے اَور کسی کو دِن میں صفائی کرتے بھی نہیں دیکھا جس کا مطلب یہ بھی ہے کہ لوگ صفائی کا خیال رکھتے ہیں اَور جگہ جگہ گندگی نہیں پھیلاتے ، دن بھر جو تھوڑا بہت کچرا اِکٹھا ہو جاتا ہے اُس کو راتوں رات اُٹھا لیا جاتا ہے۔ شہروں میں پولیس بڑی تعداد میں سفید ہیٹ اَور نیلی وَردِیوں میں ملبوس چوکوں، چراہوں اَور ٹریفک سگنل پر ٹریفک کنٹرول کرنے کے لیے موجود تھی ، شاید اَبھی وہ وقت نہیں آیا جب یورپ کی طرح لوگ بغیر پولیس سارجنٹ کے خود ہی ٹریفک قوانین کی پابندی کریں۔

ٹریفک سگنل کے باوجود وہاں پولیس کا ڈیوٹی دینا اَور ٹریفک کو کنٹرول کرنا اِس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ لوگوں کے اَندر اَبھی تک وہ شعور پروان نہیں چڑھا کہ وہ کسی فورس کے بغیر خود سگنل اَور ٹریفک قوانین کی پابندی کریں بہرحال ٹریفک کا نظام بہت بُرا بھی نہیں اَور آئیڈیل بھی نہیں ۔ ایک بات اَور ہے کہ ڈرائیوروں کے اَندر وہ چڑچڑا پن بات بات پر لڑنا جھگڑنا اَور گالی گلوچ جو برطانوی ڈرائیوروں کی ایک اِمتیازی شان ہے وہ قطعاً نہ تھی۔ پبلک ٹرانسپورٹ میں اَور عام گاڑیوں میں بھی ہم نے گانے کی آواز نہیں سنی اِس پر حکومت کی طرف سے پابندی ہے یا کوئی اَور وجہ ہمیں معلوم نہیں بلکہ عام بازاروں اَور دُکانوں پر بھی ہم نے کہیں گانے کی آواز نہیں سنی یہ ایک منفرد چیز تھی۔

مراکش میں لوگ بڑی تعداد میں موٹر سائیکل کا اِستعمال کرتے ہیں اِس کی شاید ایک وجہ یہ بھی ہے کہ

پرانے شہروں کی تنگ گلیوں میں گاڑی چلانا ممکن نہیں اِس کے لیے بہترین سواری موٹر سائیکل ہی ہے۔ خواتین کی بھی ایک بہت بڑی تعداد جن میں ہر عمر کی عورتیں شامل ہیں اپنے کام کاج کے لیے موٹر سائیکل پر سواری کرتی نظر آتی ہیں ہمارے لیے یہ ایک اَنوکھی بات تھی مگر وہاں یہ کوئی اَنوکھی بات نہیں۔

پاکستانیوں کے لیے محبت کے جذبات :

مراکش میں پاکستانیوں کے لیے بے پناہ محبت کے جذبات پائے جاتے ہیں مراکش کے لوگ جس طرح ہمارا اِستقبال کرتے اَور جس خوشی کا اِظہار کرتے ہم آپس میں ایک دُوسرے سے کہتے کہ شکر ہے کہ دُنیا میں کوئی تو ملک ہے جہاں پاکستانیوں کو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ شکل وصورت اَور لباس کو دیکھ کر اَکثر بازاروں میں لوگ فورًا سوال کرتے ''پاکستانی''، ''مشرف'' جب ہم جواب دیتے کہ جی ہاں ہم پاکستانی ہیں تو وہ بے حد خوشی کا اِظہار کرتے اور اَھْلًا وَّ سَھْلًا کہتے۔ اکثر لوگ کہتے '' مُشرف بُشْ برادر يَقْتُلُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ'' یعنی بش اَور مشرف دونوں بھائی اَور دونوں مل کر مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔

ایک نوجوان نے ہمیں دیکھتے ہی کہا کہ ''پاکستانی'' دُوسرے ہی لمحے وہ بولا ''قندھار'' اَور ساتھ ہی وہ ''شاہ رُخ'' بھی کہنے لگا شاید ہماری وضع قطع لباس اَور زبان کی وجہ سے اِن تینوں ملکوں کو ایک ہی سمجھ رہا تھا اُس نے بتایا کہ وہ یہاں سینما میں ''شاہ رُخ'' کی فلمیں بڑے شوق سے دیکھتے ہیں پھر وہ اُردو گانے کے چند جملے بھی گنگانے لگا جو کچھ اِس طرح تھے ''بولے چوڑیاں بولے کنگنا''۔

ایک آدمی نے کہا کہ ''باکستانی هم رجال'' پاکستان مرد ہیں۔ وہ ٹی وی پر امریکہ اَور اِستعماری قوتوں کے خلاف عوام کے غم وغصہ سے بھرے ہوئے احتجاج کی وجہ سے پاکستانیوں کے بارے میں یہ تاثر قائم کیے ہوئے تھا ورنہ ہماری حالت کو ہم سے زیادہ کون جان سکتا ہے۔ اُردو کے مشہور ناول نگار جناب اِشفاق احمد مرحوم نے اپنے ایک اِنٹرویو میں کہا تھا کہ پاکستان پہلی ایٹمی طاقت ہے جو ''تھر تھر کانپ رہی ہے'' ایک ٹیلیفون کال پر ہم اپنی خارجہ پالیسی تبدیل کر دیتے ہیں۔ بہر حال تمام کمزوریوں کے باوجود اِس ملک میں پاکستانیوں کے لیے بڑی عزت اَور احترام ہے۔

''فیض'' روانگی :

تین دن مرکیش میں گزارنے کے بعد ہم مراکش کے قدیم ترین شہر فیض کے لیے روانہ ہوئے۔

مرکیش سے فیض کا فاصلہ تین سو میل سے زیادہ ہے ٹرین کا فی کس کرایہ برطانوی سترہ پونڈ ہے یاد رہے کہ مراکش میں دوطرفہ کرایہ وصول نہیں کیا جاتا صرف یکطرفہ ٹکٹ جاری کیا جاتا ہے۔ٹرین کا وقت صبح نو بجے تھا ہم نے ریلوے اسٹیشن سے ٹکٹ لیے اَور ٹرین کا اِنتظار کرنے لگے ٹرین اپنے وقت پر پہنچی اَور پورے وقت پر روانہ ہوئی ٹرینوں کا رنگ سرخ اَور پیلا ہے اِن دونوں رنگوں کو جدا کرنے کے لیے درمیان میں گرے رنگ کی ایک پٹی لگا دی گئی ہے۔ٹرین کے اَندر کا ماحول پُرسکون اَور بہت عمدہ تھا، سیٹیں بہت اچھی اَور آرام دہ تھیں صفائی پر خاص توجہ دی گئی ہے مگر لیٹرین کی صفائی اَور پانی کا اِنتظام معیاری نہ تھا۔مراکش میں ہمارا زیادہ تر سفر ٹرین کے ذریعے ہی تھا ہر ٹرین میں ایک ہی جیسی صورتِ حال تھی۔

مرکیش سے فیض تک کا سفر ٹرین آٹھ گھنٹے میں طے کرتی ہے دورانِ سفر ہم نے مشورہ کیا کہ آٹھ گھنٹے سفر میں گزارنے کی بجائے کیوں نہ ہم درمیان میں ''کاسابلنکا'' اُتر جائیں جس کو مراکش میں ''دارالبیضاء'' کہا جاتا ہے یعنی سفیدی کا گھر۔ یہاں پر تمام عمارتوں کا رنگ سفید ہے جو اِس شہر کی پہچان ہے۔ہم نمازِ ظہر کے قریب کاسابلنکا پہنچ گئے یہ شہر مراکش کا صنعتی اَور ساحلی شہر ہے یہاں کا ساحل سمندر (بیچ) بھی کافی شہرت رکھتا ہے۔غیر ملکی سیاح بڑی تعداد میں اِس شہر میں آتے ہیں اَور خوب اِنجوائے کرتے ہیں لیکن ہمارے دیکھنے کے لیے یہاں پر ''مسجد حسن ثانی'' اَور تبلیغی جماعت کا مرکز ''مسجد نور'' تھی۔

مسجد حسن ثانی :

مسجد حسن ثانی کو دُنیا کی تیسری بڑی مسجد ہونے کا اعزاز حاصل ہے اِس مسجد کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ مسجد سمندر کے اُوپر بنائی گئی ہے، مسجد کے تین حصے پانی اَور ایک حصہ خشکی پر ہے، اِس کے ہال میں پچیس ہزار نمازیوں کے نماز پڑھنے کی گنجائش موجود ہے۔ یہ مسجد سات سال کے قلیل عرصہ میں مکمل کی گئی ہے اِس مسجد کی خوبصورتی واقعی قابلِ دید اَور قابلِ تعریف ہے۔ پاکستان سعودی عرب برطانیہ جہاں کہیں بھی مساجد دیکھنے کا اِتفاق ہوا ہے مجھے یہ مسجد سب سے زیادہ خوبصورت لگی۔

پوری مسجد کے اَندر ایک خاص قسم کی لکڑی کا بہت خوبصورت اَور دیدہ زیب کام کیا گیا ہے اَور مسجد کو مختلف ڈیزائنوں کے فانوسوں کے ذریعہ مزین کیا گیا ہے۔مسجد کے ہال میں فرش پر ایک بہت بڑا شیشہ نصب کیا گیا ہے جس سے آدمی نیچے سمندر کو چلتا ہوا دیکھ سکتا ہے۔ظہر کی نماز ہم نے جماعت کے ساتھ اَدا کی

نماز کے بعد مسجد کے امام الشیخ احمد عمر جو بڑی عمر کے ہیں اُن سے ملاقات کی اپنا تعارف کرایا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ اُنہوں نے ایک نوجوان سے کہا کہ یہ ہمارے مہمان ہیں اِن کو مسجد کی زیارت کروائیں اَور مسجد کے بارے میں پوری معلومات دیں۔ اُس نوجوان نے ہمیں مسجد کے مختلف حصے دِکھائے اَور مسجد کے اَندر استعمال ہونے والے مٹیریل، سنگ مرمر، لکڑی جس نے اِس مسجد کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیے ہیں مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والے مستری اَور مزدوروں کی تعداد بھی بتائی جو ہمارے دماغ سے محو ہوگئی کسی آدمی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے دو چیزیں خاص طور پر عطا فرمائی ہیں ایک حافظہ اَور دُوسری مجھے یاد نہیں رہی یہی حال کچھ ہمارا بھی ہے۔

مسجد دیکھنے کے بعد ہم تھوڑی دیر باہر مسجد کی دیوار پر بیٹھ کر سمندر کا نظارہ کرتے رہے سمندر کی لہریں مسجد کی دیواروں کے ساتھ ٹکرا کر ایک عجیب سماں باندھ رہی تھیں۔ مسجد کے احاطے میں کثیر تعداد میں نوجوان جوڑے سکول اَور کالجز کے طلباء و طالبات مسجد کے مینار کے سائے تلے اَور سمندر کی گیت گاتی اَور تھرتھراتی لہروں کے شور میں پیار و محبت عہد وفا اَور زندگی کے حسین لمحوں سے لطف اَندوز ہو رہے تھے۔

مرکیش سے صبح آٹھ بجے کے قریب ہم ناشتہ کر کے نکلے تھے اَب پیٹ بھی لاحول پڑھ رہا تھا۔ مسجد کے قریب ہی ایک جگہ سڑک کے کنارے فٹ پاتھ پر ایک چھوٹا سا ''کھوکھا'' نما ریسٹورنٹ بنا ہوا تھا جہاں لوگ اپنے اپنے پیٹ کی آگ بجھا رہے تھے، سمندر کی چھوٹی چھوٹی سانڈے کی مثل مچھلیاں اِس ریسٹورنٹ کی خاص ڈش تھی وہاں کے لوگوں کو مچھلی کی پلیٹیں بھر کر کھاتے دیکھا تو ہم نے بھی مچھلی کا آرڈر دیا، مولوی آفتاب صاحب نے ایک نہیں دو دو پلیٹوں پر ہاتھ صاف کیے۔ بہرحال جب بھوک خوب لگی ہو تو کھانے کا مزہ کچھ اَور ہی ہوتا ہے۔

کاسابلنکا کچھ وقت گزار کر ہم دارالحکومت رُباط کے لیے روانہ ہوئے دارالبیضاء سے رباط تک کا فاصلہ 80 کلومیٹر ہے یہاں رباط کا یک طرفہ کرایہ فی کس 32 درہم ہے ہم نے جس ٹرین کا ٹکٹ لیا وہ یہاں تیز اَور جلدی جانے والی ٹرین شمار کی جاتی ہے۔ دارُالبیضاء سے رُباط تک پورا علاقہ زرخیز اَور سرسبز و شاداب علاقہ ہے۔ اِس علاقے میں چھوٹے چھوٹے شہر اَور بستیاں بھی گزرتی رہیں اُن میں ایک شہر کا نام ''مدینہ محمدیہ'' ہے یہ ایک چھوٹا سا اَور خوبصورت قصبہ ہے، مجھے یہ نام بہت اچھا لگا۔

رباط :

مراکش کا دارالحکومت رباط ہے تین لاکھ نفوس پر مشتمل یہ شہر ایک جدید ترقی یافتہ اَور یورپین سٹینڈرڈ کا شہر ہے۔ اِس شہر کی بلند و بالا سفید عمارتیں، اِنٹرنیشنل معیار کی کشادہ سڑکیں، سڑکوں کے کنارے لگے ہرے بھرے درختوں اَور پھولوں نے اِس شہر کی خوبصورتی میں مزید اِضافہ کردیا ہے۔ شہر میں صفائی ستھرائی کا بہت اہتمام ہے ویسے تو پورے ملک میں صفائی کی مجموعی صورتِ حال بہت اچھی ہے۔ رباط کا ریلوے اسٹیشن ایک جدید اَور خوبصورت اسٹیشن ہے یہاں کے پلیٹ فارم بہت جاذبِ نظر ہیں۔ پلیٹ فارم پر مالٹے کے درختوں نے ایک عجیب سماں باندھ دیا ہے مسافروں کے بیٹھنے کے لیے بہت اچھی اَور دیدہ زیب کرسیاں نصب کی گئی ہیں۔ رباط پہنچنے کے بعد رات گزارنے کے لیے ہمیں ہوٹل کی تلاش تھی ہم نے ڈاکٹر صاحب کو ایک ریسٹورنٹ پر کافی کا کپ دیکر سامان کے پاس بٹھا دیا اَور کہا کہ آپ اِس کو آہستہ آہستہ اَور خوب مزے سے پییں تاکہ کوئی آپ کو اُٹھائے نہ اَور اگر کوئی آپ سے آکر کہے کہ بابا یہاں کیا کر رہے ہو تو آپ کہیں کہ کافی پی رہا ہوں۔ اللہ کافی اللہ شافی۔ میں اَور مولوی آفتاب صاحب ہوٹل کی تلاش میں نکل گئے دو تین ہوٹل دیکھے جو پسند آئے وہ کافی مہنگے تھے اَور جو سستے تھے وہ معیاری نہ تھے بہر حال ایک ہوٹل بادلِ نخواستہ بک کیا اگرچہ وہ بھی ہمارے معیار کا نہ تھا اپنا سامان وہاں منتقل کیا اَور شہر کی سیر کو نکل کھڑے ہوئے، ایک ٹیکسی والے سے بات ہوئی تو اُس نے کہا کہ اِس شہر میں بادشاہ کا محل اَور بادشاہ کا مقبرہ دیکھنے کی جگہیں ہیں۔

شاہی محل :

ٹیکسی ڈرائیور موجودہ بادشاہ کا زبردست مداح تھا وہ اُس کی بہت تعریف کر رہا تھا اُس کا کہنا تھا کہ اُس کے باپ نے اِس کی بہت اچھی تربیت کی ہے وہ اپنی رعایا کا بہت خیال رکھتا ہے وہ اکثر بازروں میں نکل جاتا ہے اَور لوگوں کے حالات معلوم کرتا ہے اَور ضرورت مندوں کی مدد کرتا ہے۔ اُس کا کہنا تھا کہ بادشاہ لوگوں میں اِس طرح گھل مل جاتا ہے کہ وہ بادشاہ لگتا ہی نہیں، اُس کے محل کے دروازے عام لوگوں کے لیے کھلے رہتے ہیں وہ ہمیں محل میں لے گیا۔ محل کے بیرونی اَور مین گیٹ سے اَندر داخل ہوں تو ایک لمبی راہ داری ہے جس کے دونوں طرف درخت لگے ہوئے ہیں اَور پھولوں کی کیاریاں پھولوں سے لدی ہوئی ہیں اُس کے

قریب ہی ایک چھوٹی سی خوبصورت مسجد بھی بنی ہوئی ہے ٹیکسی ڈرائیور نے بتایا کہ بادشاہ اِس مسجد میں نماز پڑھتا ہے وہ صبح کی نماز کے لیے ہر روز پیدل چل کر آتا ہے مسجد کے کچھ ہی فاصلے پر بادشاہ کی رہائش گاہ ہے جہاں پر تین چار قسم کے رَنگ کی وَردِیوں میں ملبوس سکیورٹی گارڈ ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے۔ اُنہوں نے ہمیں بتایا کہ اِس وقت بادشاہ محل میں موجود نہیں وہ تین دِن کے لیے شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں اِس لیے آپ سے اُن کی ملاقات ممکن نہیں چنانچہ ہم وہاں سے واپس لوٹ آئے۔

اِس کے بعد ٹیکسی والا ہمیں شہر کے خوبصورت حصوں کی سیر کرواتا ہوا موجودہ بادشاہ کے والد حسن ثانی کے مقبرے پر لے گیا۔ بادشاہ کا مقبرہ شہر کی ایک بلند اَور اُونچی جگہ پر بنایا گیا ہے۔ مقبرے کے چاروں کونوں پر سکیورٹی کے چاک و چوبند دستے کھڑے ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے۔ ہم جب وہاں پہنچے تو اُس وقت وہاں پرچم کی پُر وقار تقریب منعقد ہو رہی تھی اَور لوگ اِس منظر سے لطف اَندوز ہو رہے تھے۔ مقبرے کے صحن میں بڑی تعداد میں لوگ سیر وتفریح میں مشغول تھے بادشاہ کا مقبرہ جدید رباط میں واقع ہے اَور قدیم رباط دریا کے اُس پار واقع ہے جس کا پورا منظر وہاں سے دیکھا جاسکتا ہے۔ مقامی آبادی کے لیے یہ ایک اچھی تفریح اَور سیر گاہ بن گئی ہے لوگ اپنے بال بچوں کے ساتھ یہاں آکر وقت گزارتے ہیں اَور اِنجوائے کرتے ہیں۔ مقبرے کے احاطے میں مسجد بھی تعمیر کر دی گئی ہے تاکہ لوگ نماز اَدا کر سکیں ہم نے عصر کی نماز وہاں اَدا کی اَور واپس ہوٹل لوٹ آئے۔

فیض :

رباط میں ایک دِن گزارنے کے بعد ہم دُوسرے دِن فیض کے لیے روانہ ہوئے۔ رباط سے فیض تک کا علاقہ بہت خوبصورت اَور سرسبز و شاداب علاقہ ہے۔ ٹرین مختلف وَادِیوں قصبوں اَور چھوٹے چھوٹے شہروں کو کراس کرتی اپنی منزل کی طرف رَواں دَواں تھی۔ اِس راستے میں مالٹے اَور زیتون کے درختوں کے باغات بھی کثیر تعداد میں گزرتے رہے۔ ٹرین میں دو نوجوانوں سے ملاقات ہوئی جو بہت اچھی اَنگریزی بول لیتے تھے وہ مغربی تہذیب کے بہت دِلدَادہ تھے اَور کٹر مذہبی خصوصاً سلفی حضرات کے سخت خلاف تھے۔ اُن کا کہنا تھا کہ یہ متشدد لوگ ہیں اُن کا طرزِ عمل اِن کو پسند نہ تھا۔ مرکیش میں بھی ہمیں ایک دُکاندار جو ہمارا بہت اچھا دوست بن گیا تھا ہم سے کہا کہ یہاں سلفی حضرات سے زیادہ تعلق اَور میل جول نہ رکھنا یہ لوگ یہاں زیرِ عتاب

ہیں، اِن لوگوں کو یہاں اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ وہ دونوں امریکہ اَور سپین کا سفر کر چکے تھے ہم نے جب اُن سے پوچھا کہ آپ کبھی سعودی عرب عمرہ یا حج کے لیے گئے ہیں تو اُنہوں نے نفی میں جواب دیا۔

مسجدوں کی حالتِ زار پر بھی اُن سے بات ہوئی تو اُنہوں نے کہا کہ کچھ سیاسی اَور پولیٹیکل وجوہات خاص کر کاسابلنکا میں بم دھماکوں کے بعد یہ صورتِ حال پیدا ہوئی ہے۔ اَب مسجدیں صرف نماز کے اَوقات میں کھلتی ہیں اَور نماز کے بعد فورًا بند کر دی جاتی ہیں۔ اِس راستے میں پاکستان کی جھلک بھی نظر آئی لوگ بیل گاڑیوں اَور گدھوں پر مال مویشیوں کے لیے چارہ لاتے اَور عورتیں کھیتوں میں کام کاج کرتی نظر آئیں۔ مراکش اَور پاکستان کا رہن سہن، تہذیب کلچر ثقافت کا اگر جائزہ لیا جائے تو اِن دونوں ملکوں میں کوئی نمایاں فرق نہیں۔ بازاروں میں بھی آپ چلے جائیں کھانے پینے اَور پرچون کی دُکانیں اِسی طرح سجائی اَور ترتیب دی جاتی ہیں جس طرح ہمارے یہاں ہیں۔ آٹا دالیں چینی مرچیں گرم مصالے اِسی طرح بوریوں میں اَور تول کر فروخت کیے جاتے ہیں۔

فیض مراکش کا ایک بہت قدیم شہر ہے ہم جب اِس شہر میں داخل ہوئے تو مجھے یوں لگا جیسے میں پرانے لاہور میں داخل ہو گیا ہوں پرانے لاہور اَور فیض کی گلی کوچوں محلوں اَور بازاروں میں ذرّہ برابر بھی فرق نہ تھا، شہر کی تنگ و تاریک گلیاں سبزی فروٹ اَور پرچون کی دُکانیں۔ ہم ایک مسجد کے پاس سے گزرے تو وہاں چاولوں کی دیگ تقسیم کی جارہی تھی چھوٹے بڑے تمام اپنا اپنا حصہ وصول کرنے کے لیے دیگ پر لپک رہے تھے۔ اِس شہر میں یورپین سیاح قدیم تہذیب کو دیکھنے کے لیے بڑی تعداد میں آتے ہیں اُن کے لیے اِس میں واقعی دیکھنے کے لیے بہت کچھ ہے مگر ہمارے لیے اِس میں کوئی اَنوکھی اَور عجیب بات نہ تھی۔

غربت کے آثار بھی نمایاں تھے گلیوں میں بوڑھے عربی پھٹے پرانے بوسیدہ اَور گندے کپڑے پہنے بھیک مانگتے بھی نظر آئے۔ ہمارا مقامی رہبر گلیوں کے بیچوں بیچ ہمیں قالینوں کی ایک دُکان پر لے گیا جہاں گائے اُونٹ اَور بھیڑ کی اُون کے بنے قالین بڑی تعداد میں موجود تھے مگر ہمارے علاوہ وہاں کوئی دُوسرا گاہک نہ تھا، قالینوں کی قیمتیں اِنتہائی زیادہ تھیں یا ہمیں بتائی جارہی تھیں، آدمی اُن کا ریٹ تو پوچھتا ہے اَور پھر حیلے بہانے سے وہاں سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ بہر حال دُکاندار گاہکوں کو ترغیب تو دیتے ہیں مگر ہمارے پاکستانی دُکانداروں کی طرح گاہک کو ذلیل اَور بے عزت نہیں کرتے۔ گاہک دوبارہ آنے کا کہہ کر دُکان سے

باہر نکل جاتا ہے، یہی ایک طریقہ ہے جو گاہک جان چھڑانے کے لیے استعمال کرتا ہے۔

یہاں پر ہم ایک مدرسے میں بھی گئے مدرسہ اِنتہائی بوسیدہ اَور پرانا تھا، مدرسے میں چالیس کے قریب رہائشی طلباء موجود تھے وقت کی کمی کی وجہ سے ہم ایک ہی کمرے میں جا سکے جہاں دو طالب علم ایک چھوٹے سے کمرے میں رہائش پذیر تھے حلیے سے وہ کسی مدرسے کے طالب علم نہیں لگتے تھے ہمارے یہاں مدارس کے طلباء کی وضع قطع کچھ اِس طرح کی ہوتی ہے جس سے ایک عام آدمی بھی پہچان لیتا ہے کہ یہ کسی مدرسے کا طالب علم ہے، دونوں طالب علم کلین شیو تھے ایک نے پینٹ شرٹ اَور دُوسرے نے مراکش کا روایتی جبہ پہن رکھا تھا دونوں ایک دیہات کے رہنے والے تھے اَور علمِ دین کے حصول کے لیے اِس مدرسے میں داخل ہوئے تھے۔ اُن کی درسی کتابیں اُن کے سرہانے اَور حسبِ روایت قہوے کی کیتلی چولہے پر رکھی تھی۔ اُنہوں نے بتایا کہ اَسباق کے لیے ہم ایک اَور جگہ جاتے ہیں صرف رہائش یہاں پر ہے دو وقت کی روٹی مدرسہ کے ذمہ ہے اَور مدرسے کی سرپرستی محکمہ اَوقاف کرتا ہے۔ بہرحال اِس فتنے کے دور میں یہ لوگ مبارکباد کے مستحق ہیں جو کسی نہ کسی طرح دین کی شمع کو رَوشن کیے ہوئے ہیں، یہ مدارس اَور طلباء دین کی بقا کا ذریعہ ہیں اگر یہ مدارس بھی نہ ہوں تو پھر دین کا کیا بنے گا؟ ہمیں اِن طلباء کی کسمپرسی اَور حالتِ زار پر بڑا ترس آیا لیکن شاید دین داروں کے مقدر میں یہی کچھ ہے۔ ہم نے حسبِ اِستطاعت اِن طلباء کی کچھ خدمت کی اَور اُن سے دُعاؤں کی درخواست کے ساتھ اِجازت چاہی۔

ہمیں بتایا گیا تھا کہ شہر کی دُوسری طرف بھی ایک مدرسہ ہے چنانچہ ہم اُس مدرسہ کو دیکھنے کے لیے پہنچے یہ مدرسہ ایک بارونق بازار میں واقع ہے اِس بازار میں بڑی گہما گہمی تھی دُکانیں اَور ریسٹورنٹ کھلے ہوئے تھے یہاں پر کافی غیر ملکی بھی بازاروں میں گھوم پھر کر اِس کی رونق سے لطف اَندوز ہو رہے تھے۔ اِس بازار کے عین وسط میں مدرسہ ہے جس کے باہر مدرسہ ''العنانیہ'' کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ اِس مدرسہ میں طلباء موجود نہ تھے اَور نہ ہی یہ اَب مدرسہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اِس مدرسہ کو اَب محکمہ آثارِ قدیمہ نے اپنے قبضے میں لیکر اِس پر ٹکٹ لگا دیا ہے۔ یہ مدرسہ ایک محل کا نظارہ پیش کرتا ہے، مدرسہ کی دو منزلیں ہیں پہلی منزل طلباء کی درس گاہ اَور دُوسری اُن کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ ایک زمانہ گزر جانے کے باوجود اِس مدرسہ کے حسن و جمال میں فرق نہیں آیا۔ مدرسے کے کمروں کے برآمدوں میں بہت خوبصورت محرابیں بنائی گئیں ہیں

اَور اِن محرابوں کو شیشے کے رنگا رنگ مختلف ٹکڑوں سے سجایا گیا ہے جن کی چمک اَور دمک اُسی طرح قائم ہے جس طرح اُس کے آغاز میں تھی۔ مدرسہ کی چھتوں پر لکڑی کا عمدہ اَور نفیس کام اُس وقت کے کاریگروں کی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

فیض میں ایک دن گزارنے کے بعد ہم دوبارہ دارالحکومت رباط لوٹ آئے کیونکہ ہمارا ہوٹل رباط میں بُک تھا مگر ٹرین میں ہمیں ایک نوجوان یوسف مل گیا اُس سے اِتنی دوستی ہوگئی کہ وہ ہمیں اِصرار کر کے اپنے گھر لے گیا ہم نے رات اُس کے یہاں بسر کی اَور اگلی صبح مرکیش کے لیے روانہ ہوئے۔ رات ہم نے مرکیش میں گزاری اَور پھر صبح گیارہ بجے ہماری لوٹن کے لیے فلائٹ تھی۔ ایئر پورٹ پہنچے تو پتہ چلا کہ فلائٹ لیٹ ہے اَب فلائٹ رات سات بجے روانہ ہوگی۔ ائیر لائن والوں نے اعلان کیا کہ ہم آپ کو اِس وقت ریسٹورنٹ لے جارہے ہیں وہاں آپ کو دوپہر کا کھانا کھلایا جائے گا اَور پھر واپس پانچ بجے ائیر پورٹ لے جایا جائے گا چنانچہ وہ ہمیں کوچوں میں بٹھا کر شہر کے عین وسط میں ایک ریسٹورنٹ میں لے گئے ریسٹورنٹ والوں نے بڑا پُر تکلف کھانا پیش کیا اَور مسافروں کا دِل بہلانے کے لیے مراکش کے روایتی گیت پیش کیے جس سے مسافروں کے چہروں سے وہ اَفسردگی اَور دِلوں سے وہ غم وغصہ کافور ہوگیا جو فلائٹ کے لیٹ ہونے کی وجہ سے موجود تھا۔

کھانا کھانے کے بعد ہم نمازِ عصر کے لیے ایک قریبی مسجد گئے جہاں اِس سے پہلے بھی کئی نمازیں اَدا کر چکے تھے۔ نماز کے بعد دیکھا تو میرے شوز غائب تھے بڑی پریشانی ہوئی جوتے کافی قیمتی تھے میں نے سفر کے لیے چالیس پونڈ کے خریدے تھے، جب ہمارے جوتے چوری ہونے کا وہاں کے نمازیوں کو پتہ چلا تو اُنہوں نے اِس پر بے حد شرمندگی اَور معذرت کا اِظہار کیا۔ تین نوجوان نمازی مجھے اپنے ساتھ جوتوں کی دُکان پر لے گئے میں نے وہاں سے جوتے خریدے اَور پیسے دینے لگا تو اُنہوں نے کہا کہ پیسے آپ نہیں دیں گے میں نے بہت اِصرار کیا اَور جیب سے پیسے بھی نکال کر اُن کو دِکھائے اَور کہا کہ میرے پاس پیسے موجود ہیں مگر اُنہوں نے میری ایک نہ مانی اَور کہا کہ جو کچھ ہوا اِس پر ہم شرمندہ ہیں اَور معافی چاہتے ہیں آپ ہمارے مہمان ہیں ہم مہمانوں سے پیسے نہیں لیتے، واپس آکر ساری بات میں نے اپنے ساتھیوں کو بتائی تو وہ بہت حیران ہوئے اِس موقع پر میں نے اُن کو ایک لطیفہ سنایا جو بڑا برموقع تھا لطیفہ یہ تھا کہ ایک دیہاتی آدمی جیب میں دس

روپے کا نوٹ ڈال کر میلہ دیکھنے گیا وہ جب وہاں پہنچا تو کسی نے اُس کی جیب سے دس روپے نکال لیے جب رات کو وہ گاؤں واپس آیا تو گاؤں والوں نے پوچھا سُنا دوست محمد میلہ کیسا رہا؟ وہ غصے میں بھرا ہوا تھا کہنے لگا کون سا میلہ کیسا میلہ؟ یہ سب ڈرامہ میرے دس روپے نکالنے کے لیے رچایا گیا تھا۔ میں نے بھی کہا کہ جناب یہ فلائٹ لیٹ ہونے کا ڈرامہ صرف میرے جوتے چرانے کے لیے کیا گیا ہے ورنہ مراکش کو تو ہم اَلودع کر چکے تھے ہمیں دوبارہ اِس شہر میں لانے کا آخر اَور مقصد کیا تھا؟ صرف یہی نہ کہ ہمارے جوتے چوری کیے جائیں جس پر دونوں ساتھی خوب ہنسے۔

ڈاکٹر صاحب نے بھی اِس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے کہا کہ سندھ میں جب درباروں اَور خانقاہوں پر سالانہ میلے لگتے ہیں تو سندھی خوب بن سنور کر مونچھوں کو تاؤ دیکر اَور سر پر پگڑی باندھے نکلتے ہیں تو جب کوئی راستے میں اُن سے پوچھتا ہے کہ سائیں کدھر کا اِرادہ ہے؟ تو وہ بڑے جوش و جذبے کے ساتھ کہتا ہے کہ سائیں آپ کو نہیں پتہ میلہ خوب پھٹا ہے سائیں یعنی خوب ہلہ گُلہ مچا ہوا ہے۔ مگر جب وہ رات کو واپس لوٹتا ہے تو مونچھیں نیچی ہوتی ہیں کپڑے گرد و غبار سے اَٹے ہوتے ہیں پگڑی ہاتھ میں پکڑی ہوتی ہے، گاؤں والے جب پوچھتے ہیں کہ سائیں میلہ کیسا رہا؟ تو وہ کہتا ہے کہ دفعہ کرو سائیں میلہ کیا تھا ڈھوڑ ہی ڈھوڑ تھی سائیں بالکل بکواس سائیں۔ جس پر ایک دفعہ پھر ہم سب خوب ہنسے اَور اِسی کے ساتھ ہمارا مراکش کا سفر بھی اِختتام پذیر ہوا۔

بقیہ : اِسلام کی اِنسانیت نوازی

نیز آج عدالتوں میں کلرکوں اَور پیش کاروں سے لے کر جج اَور منصف تک رشوت خوری کی وباء عام ہے۔ اَور دولت کی گرم بازاری نے معاشرہ کے کمزور طبقات کو اِنصاف سے محروم کر کے رکھ دیا ہے۔ اِسلام ایسی حق تلفیوں کو اِنسانیت سے گری ہوئی حرکت سمجھتا ہے اَور وہ مفت اَور جلدی اِنصاف کا نظام دُنیا کے سامنے پیش کرتا ہے، یہ بھی اُس کی اِنسانیت نوازی کی بڑی نشانی ہے۔ (جاری ہے)

دینی مسائل

﴿ نذر اَور منت کا بیان ﴾

نذر کی تعریف :

اپنے اُوپر کسی ایسی عبادت کو لازم کر لینا جو خود مقصود ہو اَور جس کی جنس میں سے کسی وقت فرض یا واجب بھی ہوتا ہے اُس کو نذر کہتے ہیں۔

مسئلہ: عبادت مقصودہ وہ ہوتی ہے جو خود اپنی ذات کے اعتبار سے مطلوب و مقصود ہو کسی دُوسری عبادت کے ذریعہ کے طور پر نہ ہو جبکہ عبادت غیر مقصودہ وہ ہوتی ہے جو کسی دُوسری عبادت کے لیے ذریعہ اَور واسطہ ہو۔

عبادتِ مقصودہ کی مثالیں : نماز، روزہ، صدقہ، حج، عمرہ، اعتکاف اَور مسجد کے لیے جگہ وقف کرنا۔

عبادتِ غیر مقصودہ کی مثالیں : مریض کی عیادت کرنا، جنازہ کے ساتھ چلنا، وضو، غسل، مسجد میں داخل ہونا، مصحف کو چھونا، اَذان کہنا، رُباط بنانا، مسجد تعمیر کرنا، میت کو کفن دینا۔

مسئلہ : نذر کے اِلفاظ کہنے سے نذر ہر صورت میں لازم ہو جاتی ہے خواہ نذر کی نیت ہو یا نہ ہو مثلاً کہنا کچھ چاہتا تھا لیکن زبان سے غلطی سے نذر کے الفاظ نکل گئے یا ویسے ہی ہنسی مذاق میں نذر کے الفاظ کہہ دیے تو نذر لازم ہو گئی۔ اِسی طرح کہنا چاہتا تھا کہ فلاں کام ہو گیا تو ایک ہفتہ کے روزے رکھوں گا لیکن زبان سے نکل گیا کہ ایک ماہ کے روزے رکھوں گا تو ایک ماہ کے روزے لازم ہو گئے۔

نذر کی قسمیں :

(١) مطلق یعنی جو مشروط نہ ہو مثلاً یوں کہا اللہ کے لیے مجھ پر ایک ماہ کے روزے ہیں یا میں ایک ماہ کے روزے رکھوں گا۔ اِس طرح کے الفاظ کہنے سے نذر کو پورا کرنا لازم ہو جاتا ہے اگرچہ الفاظ بغیر اِرادہ کے نکل گئے ہوں۔

(٢) مشروط نذر یعنی کسی کام کے ہونے پر کسی عبادت کی نذر مانی مثلاً کہا اگر میں امتحان میں کامیاب ہو گیا تو تین روزے رکھوں گا۔

مسئلہ : شرط پوری ہو جائے تو نذر کو پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ (جاری ہے)

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۵/نومبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ کے فاضل مولانا محمد مدنی صاحب کی دعوت پر اَوکاڑہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے لکڑ منڈی کی جامع مسجد میں درس دیا، بعد اَزاں بیعت کے خواہش مند حضرات نے بیعت کی۔

۱۲/نومبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ کے فاضل مولانا خبیب صاحب کی دعوت پر شیخوپورہ کے مضافات میں سیرت کے جلسے میں شرکت کی اَور مختصر بیان فرمایا۔

۱۰/ذی الحجہ/ ۱۷/نومبر کو جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں عید الاضحیٰ کی نماز شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے پڑھائی۔

۲۴/نومبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب شیخ شمس الدین صاحب کی اہلیہ صاحبہ کے جنازہ میں شرکت کے لیے جڑانوالہ تشریف لے گئے۔ شیخ صاحبان کی خواہش پر حضرت نے نمازِ جنازہ پڑھائی اَور رات گئے بخیریت گھر واپسی ہوئی، والحمدللہ۔

۲۰/ذی الحجہ/ ۲۷/نومبر سے جامعہ مدنیہ جدید میں عید الاضحیٰ کی تعطیلات کے بعد تعلیم شروع ہوگئی۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامد

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانئ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)